ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

مارچ 2019ء

مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے

(سورۃ الحجرات: ۱۱، از تفسیر صغیر)

یوم مسیح موعودؑ منانے کی اصل غرض کیا ہے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال ۳۲ مارچ کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

پس ہر احمدی کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں ۔ اگرکے یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہورہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہورہے ہیں۔ اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہورہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود علیہ السلام منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اورہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے!

(خطبہ جمعہ، بیان فرمودہ ۲۳ مارچ، ۲۰۱۸، الفضل انٹرنیشنل، لندن، اپریل ۱۳ تا ۱۹، ۲۰۱۸)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مارچ 2019ء　جلد نمبر 48　شمارہ 3

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عائلی زندگی　ازمکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم	7
☆	حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب و نسب پر اعتراض کا جواب　ازمکرم انصر رضا صاحب	12
☆	ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار　ازمکرم چوہدری ماسٹر احمد علی صاحب	15
☆	مسجد بیت النور کیلگری۔ زریں قربانیوں کا تذکرہ　ازشعبہ تدوین تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا	17
☆	صوبہ بہار کے اصحاب احمد مولفہ ڈاکٹر سید محمد شہاب احمد صاحب　تبصرہ ازمکرم محمد زکریا ورک صاحب	22
☆	رپورٹ دارالقضا کینیڈا ریفریشر کورس 2018ء　ازمکرم محمد ہارون صاحب	25
☆	صنعت و تجارت کے لئے کامیابی کی راہیں: ایک سالانہ سیمنار　ازمحمد اکرم یوسف	27
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	29

شعبہ تصاویر کینیڈا

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران

ہدایت اللہ ہادؔی اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورة الجمعة 62 :2-4)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَءَ: وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَّنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَأَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰٓؤُلَاءِ

(صحیح بخاری ۔ کتاب التفسیر، باب التفسیر سورۃ الجمعۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ”کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے“۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضور ﷺ نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے، صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمعٔ خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا صرف تقویٰ پہنچتی ہے ایسا ہی جسمانی رکوع وسجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع وسجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو۔ اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے۔ اور سجود یہ کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔ ...

دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔‘‘

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد6۔ صفحہ 398)

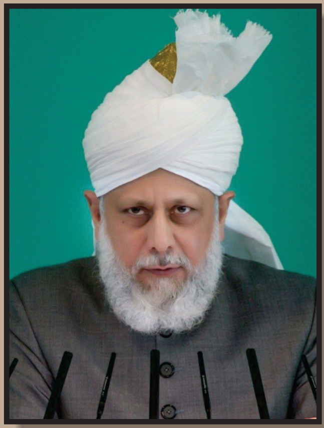

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ 07؍دسمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ،تسمیہ،سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج جن صحابہؓ کا ذکر ہوگا ان میں سب سے پہلے حضرت عبید بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ایک صحابیؓ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عبیدؓ کے ساتھ مدینہ جارہے تھے کہ راستے میں ان کا اونٹ بیٹھ گیا۔انہوں نے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی اور منت کی کہ اگر یہ اونٹ ہمیں مدینہ تک پہنچا دے تو ہم مدینہ پہنچ کر اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دیں گے۔اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے۔جب آپ کو اونٹ کا پتہ چلا تو آپ نے دعا فرمائی اور کچھ پانی لے کر اس اونٹ پر پھینکا۔وہ اونٹ جلد ہی کھڑا ہوگیا اور ان کو مدینہ لے پہنچا۔بعد میں اپنی منت کے مطابق انہوں نے اس اونٹ کو ذبح کر دیا۔

ایک اور صحابیؓ جو غزوہ بدر میں شامل ہوئے وہ حضرت زاھر بن حرام الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔آپ گاؤں کے رہنے والے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اکثر تحائف لے کر آتے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ زاہرؓ ہمارے بادیہ نشین دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں۔ایک مرتبہ حضرت زاہرؓ بازار میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے پیچھے سے آئے اور آپؓ کی آنکھوں پر مذاق سے ہاتھ رکھ دیا۔جب حضرت زاہرؓ کو احساس ہوگیا تو انہوں نے محبت سے اپنی کمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے ملنا شروع کر دیا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق سے کہا کہ میرے پاس یہ ایک غلام ہے کون اس کو خریدے گا۔اس پر حضرت زاہرؓ نے جواب دیا کہ جو بھی مجھے خریدے گا وہ گھاٹے کا سودا کرے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کہو اللہ کے نزدیک تم یقیناً بہت قیمتی ہو۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شہری کا کوئی نہ کوئی دیہاتی تعلق دار ہوتا ہے اور آلِ محمدؐ کا دیہاتی تعلق دار حضرت زاہرؓ ہیں۔

اگلے صحابی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔آپؓ حضرت عمرؓ کے بڑے بھائی تھے اور اُن سے پہلے اسلام لے آئے تھے۔آپؓ نے شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔اور دونوں ہجرتوں میں شامل ہوئے۔جنگِ بدر کے دن حضرت عمرؓ نے آپؓ کو جنگ کے لئے ایک زرہ دی تو آپؓ نے اسے کچھ دیر کے لئے پہن لیا۔پھر اُس کو اتار دیا۔حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ آپؓ نے اس کو کیوں اتار دیا۔آپؓ نے جواب دیا کہ میں بھی اسی شہادت کا خواہش مند ہوں جس کے آپؓ خواہش مند ہیں۔

آپؓ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔آپؓ کی شہادت پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی زیدؓ پر رحم کرے۔وہ دو باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے۔اسلام لانے میں بھی اور شہادت حاصل کرنے میں بھی۔

پھر حضرت حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔آپؓ غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے تھے۔آپؓ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا۔اور آپؓ اس دوران زخمی ہوگئے تھے۔آپؓ کے ساتھیوں نے آپؓ کو اٹھا لیا اور جلدی سے مدینہ پہنچے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اپنا لعاب دہن لگایا جس کے بعد آپؓ کو پھر تکلیف نہیں ہوئی۔

کعب بن اشرف مذہباً یہودی تھا لیکن اصل میں عرب ہی تھا۔اس نے اس قدر رتبہ پایا کہ سارے عرب کے یہود اس کو اپنا لیڈر سمجھتے تھے۔بہت مالدار شخص تھا اور شاعر بھی تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ ہجرت کی تو کعب بن اشرف بھی اس معاہدہ میں شامل ہوا۔لیکن اس کے دل میں دشمنی اور بغض تھا۔اس کی وجہ سے اس نے آپؐ کے خلاف خفیہ چالیں شروع کر دیں۔ مثلاً یہودی علماء نے شروع میں جب اس رائے کا اظہار کیا کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہوں جس کی خبر ہمیں دی گئی تھی تو کعب نے ان کے وظائف بند کر دئے۔اس کے بعد کعب اپنی دشمنی میں بڑھتا ہی گیا اور جنگِ بدر کے بعد اس نے نہایت خطرناک حالات پیدا کرنے شروع کر دئے۔اس نے مکہ کا سفر اختیار کیا اور ان کو مسلمانوں کے خلاف مزید بھڑکایا اور ان کو انتقام کی طرف رغبت دلوائی۔وہ ان کو کعبہ میں لے گیا اور پردے ان کے ہاتھ میں دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک مسلمانوں کا خاتمہ نہ کر لیں گے وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔پھر دوسرے قبیلوں کی طرف بھی جا کر لوگوں کو ایسی ہی بھڑکایا۔ایک مرتبہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا بھی منصوبہ بنایا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

جب تمام حدیں پار ہوگئیں تو بطور حاکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو واجب القتل قرار دیا۔مدینہ میں خانہ جنگی کو روکنے کے لئے آپؐ نے فیصلہ کیا کہ خاموشی سے ایسا کیا جائے اور حضرت مسلمہؓ کو یہ ذمہ داری دی۔یہ چند صحابہؓ کعب کے مکان پر پہنچے اور کہا کہ ہمارے لیڈر محمدؐ نے ہم سے کچھ صدقہ مانگا ہے کیا تم ہمیں کچھ قرضہ دے سکتے ہو۔اور بدلے میں اپنے ہتھیاروں اس کو دینے کا فیصلہ ہوا۔اور پھر رات کو اپنے ہتھیار لے کر آئے اور انہیں ہتھیاروں سے اس کو قتل کر دیا۔اگلے دن جب یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُس کے سب جرائم یاد دلائے۔اِس پر وہ خاموش ہو گئے۔چنانچہ یہ قتل کسی لحاظ سے بھی غلط نہیں تھا کیونکہ اس نے حکومت سے بغاوت کی تھی اور اپنے ہی شہریوں کے خلاف جنگ پر باہر کے لوگوں کو ابھار کر ان کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسلام کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔آج کل

مسلمان حکومتیں پھر ایسے ہی کاموں میں ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور اس زمانہ کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 14/دسمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کروں گا۔ آپؓ غزوہ بدر سمیت دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ مدینہ میں ہجرت کے آٹھ مہینہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہؓ کے تحت ایک سریہ روانہ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مکہ والوں کے ایک تجارتی قافلہ کو روکا جائے جو جنگی سامان سے لیس تھا۔ اس دوران حضرت مسطحؓ نے جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ اس سریہ میں باقاعدہ جنگ نہ ہوئی۔

آپؓ وہی شخص ہیں جن کے نان ونفقہ کا انتظام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرتے تھے۔ جب منافقین کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جھوٹے الزامات لگے تو حضرت مسطحؓ بھی غلطی سے ان کے ساتھ شامل ہوگئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کا خرچ بند کر دیا جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآنی وحی کے ذریعہ ہدایت فرمائی کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر سے ان کا خرچہ شروع کر دیا۔

حضرت عائشہؓ پر اس جھوٹے الزام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اخلاق میں یہ شامل کر رکھا ہے کہ وعید کی پیشگوئی کو اللہ تعالیٰ صدقہ واستغفار سے ٹال دیتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کے خلاف الزامات میں بعض صحابہؓ بھی غلطی سے شامل ہوگئے تھے۔ ان میں ایک وہ شخص بھی شامل تھا جسے حضرت ابوبکر روٹی دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر نے اس کی روٹی بند کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ فرمایا کہ اس شخص کو معاف کر دیا جائے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر وعید کے طور پر کوئی وعدہ کیا جائے تو بہتری کی خاطر اس کو چھوڑنا جائز ہے۔ مثلاً اگر ارادہ کیا ہو کہ کسی شخص کو سزا دوں گا لیکن اس کی مغفرت کرنا جائز ہے۔ ہاں اگر کسی چیز کا وعدہ کیا ہو تو اس کو توڑنا جائز نہیں ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے حضرت عائشہؓ کے واقعہ افک کا تفصیل سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ ایک بہت اہم واقعہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ پر ایک بہت بڑا الزام لگایا گیا تھا۔ سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایسے مواقع پر مومنین کا ردِعمل کیا ہونا چاہئے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار صحابہؓ سے مشورہ بھی کیا اور بعض لوگوں کو سزا بھی دی۔ لیکن بہر حال ان صحابہؓ کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اور بعد میں حضرت مسطحؓ غزوات میں شامل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام بخیر کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابہؓ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 21/دسمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج ارادہ تھا پہلے کچھ صحابہؓ کا ذکر کروں گا لیکن مرزا انس احمد صاحب کے بارہ میں بہت سے لوگوں نے جو خطوط لکھے ہیں تو اب صرف ان کا ہی ذکر خیر کروں گا۔

مرزا انس احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بیٹے تھے۔ 81 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے بڑے پوتے تھے۔ میرے ماموں زاد بھائی تھے۔

ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی پھر ربوہ میں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ پھر انگلستان میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ 1955ء میں زندگی وقف کی۔ 1962ء میں عملی زندگی میں قدم رکھا۔ محنت سے کام کرنے کے عادی تھے۔ حدیث کا خاص طور پر بڑا شغف تھا۔ گھر میں بھی اچھی لائبریری تھی۔ نایاب کتب رکھی ہوئی تھیں۔ پڑھنے کا شوق تھا۔ اگر کوئی طالب علم مدد کے لئے آتا تو ان کو اچھی معلومات دیا کرتے تھے۔ مختلف کتب خانوں سے احادیث کی کتب اکٹھی کی تھیں۔

جب 1955ء میں اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جماعت میں جب وقف کی تحریک کی تو تین درخواستیں آئیں۔ ان میں سے ایک میرے پوتے کی ہے۔ پہلے ان کا ارادہ تھا کہ قانون پڑھ کر زندگی وقف کروں لیکن میری کی تحریک پر وقف کر کے کہا کہ اب حضورؓ جہاں چاہیں لگا دیں۔ میں ہر طرح تیار ہوں۔ 56 سال تک مختلف جماعتی دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ تعلیم الاسلام کالج میں بطور لیکچرر رہے۔ 1975ء میں نائب ناظر اصلاح وارشاد رہے۔ کچھ عرصہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بطور ایڈمنسٹریٹر رہے۔ ناظر تعلیم رہے۔ نائب ناظر دیوان، وکیل التصنیف، پھر مارچ 1999ء میں وکیل الاشاعت مقرر ہوئے۔ آخر دم تک خدمت کی توفیق پائی۔ براہین احمدیہ کا انگریزی ترجمہ اور محمودؓ کی آمین کا ترجمہ کیا۔

ناصر فاؤنڈیشن کے چیئرمین، مجلس افتاء کے ممبر، نور فاؤنڈیشن کے ممبر، اسی فاؤنڈیشن کے تحت مسند احمد بن حنبلؒ کا اردو ترجمہ کر رہے تھے۔

جلسہ سالانہ ربوہ میں آپ کو کئی سال تک تقاریر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

قادیان سے ربوہ ہجرت پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چونکہ مہمانوں کو صرف ایک روٹی دی جا سکتی ہے تو افراد خاندان بھی صرف ایک روٹی پر گزارہ کریں گے۔ ایک روز مرزا انس صاحب روتے ہوئے آئے کہ ایک روٹی سے میرا پیٹ نہیں بھرتا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ روٹی تو ایک ہی ملے گی اگر پیٹ نہیں بھرتا تو میری آدھی روٹی اس کو دے دیا کرو۔ میں آدھی روٹی پر گزارہ کرلوں گا اور اس کو ڈیڑھ روٹی مل جائے گی۔ بہر حال بعد میں حالات اچھے ہوگئے۔

جو کام دیا جاتا ایک جذبہ کے ساتھ اسے سرانجام دیتے۔ بیماری کے دوران بھی ہسپتال میں بھی اپنے لیپ ٹاپ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ترجمہ کا کام کرتے رہے۔ یادداشت بہت اچھی تھی۔ صبر ان میں بہت تھا۔ حوصلے کے ساتھ ہر تنگی کو برداشت کرتے۔ شکرگزاری اور احسان مندی کی صفت بے پناہ تھی۔

ہمدرد اور شفیق تھے۔ کبھی اپنے علم کی برتری کا اظہار نہ کیا۔ کہا کرتے تھے کہ مزید کام دیں تا کہ بیماری میں جتنا زیادہ کام کرسکوں بہتر ہے۔ ہمیشہ خلیفۂ وقت کی ناراضگی کا ڈر رہتا تھا کہ کہیں حضور کام کی وجہ سے ناراض نہ ہوجائیں۔

کبھی حضور کی طرف سے تالیف وتصنیف اور ترجمہ کے بارہ کوئی ہدایت دی جاتی اور اس کے بارہ میں کہا جاتا کہ اپنی رائے دیں تو بہت مدلل رائے بھجوایا کرتے تھے۔ بہرحال ایک عالم تھے اور اُن کا علم بہت گہرا تھا، اس سے جماعت محروم ہوگئی ہے۔ اللہ

تعالیٰ اور علماء پیدا کرے۔ مبلغین کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ان کی ایک خوبی تھی۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے۔

علم حاصل کرنے کے لئے بہت محنت اور مجاہدہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کا دور پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں مکمل کرلیا تھا۔ آخر عمر تک ایک طالب علم رہے۔

حقیقی معنوں میں واقف زندگی تھے۔ اطاعت کا معیار بھی بہت اعلیٰ تھا۔ مہمان نوازی بھی ان کا ایک خاص وصف تھا۔

بہت لطف کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ دفتر کے عملہ کے ساتھ بہت اچھا اور شفقت کا سلوک تھا۔ غصہ آتا تو خاموش ہو جاتے۔ سب سے مشکل کام اپنے ذمہ لیتے تھے۔ آرام اور چھٹی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ لیٹے ہوئے بھی ترجمہ کا کام کررہے ہوتے۔

حضور فرماتے ہیں میں نے انہیں دیکھا ہے کہ 12-15 گھنٹے کام کیا کرتے تھے۔ اپنی عقل کو خلیفۂ وقت کے سامنے کچھ نہ جانتے اگر اپنی کوئی رائے دی ہوتی اور اس کے بعد خلیفۂ وقت سے کوئی ہدایت آجاتی تو کہتے کہ جو حضور نے فرمایا وہی درست ہے۔

خلافت سے جو تعلق لوگوں نے بیان کیا ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر تھا۔ ہمیشہ وفا کا نمونہ اور کامل اطاعت کا نمونہ دکھایا۔ حالانکہ میں ان سے تقریباً پندرہ سال عمر میں چھوٹا تھا۔

اللہ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ اور ان کی اولاد کو بھی نیک اور صالح بنائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ر دسمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج میں بدری صحابہؓ کا ذکرِ خیر جاری رکھوں گا۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن الربیع انصاری اور حضرت سہل بن قیس رضی اللہ عنہما کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے ان کے حالات بیان فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال احد کے شہداء کی قبروں پر جاتے اور احد کی گھاٹی میں داخل ہوکر ان کے لئے دعا کرتے اور آپ کے بعد خلفائے کرام نے اس سنت کو جاری رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں بھی ان پہاڑ والوں کے ساتھ شہید ہوجاتا۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیرؓ کی قبر کے پاس سے گزرے اور وہاں دعا فرمائی اور اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۝ (سورۃ الاحزاب 24:33)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہیں جس نے اپنی منت کو پورا کردیا اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو ابھی انتظار کررہے ہیں اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرزِ عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہدا ہیں۔ تم ان کی قبروں پر آیا کرو اور ان پر سلام بھیجا کرو اور جو شخص بھی ان پر سلام بھیجے گا یہ قیامت کے روز اس کا جواب دیں گے۔

ایک اور صحابی حضرت عبداللہ بن جمیر الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جنگِ بدر میں آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاس کو قیدی بنایا جو مکہ والوں کی طرف سے جنگ میں شامل ہوئے تھے۔ ان کی آزادی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ نے مکہ سے کچھ سامان بھیجا۔ اس مال میں وہ ہار بھی شامل تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ کی یاد آگئی اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر تم پسند کرو تو زینبؓ کو اس کا مال واپس کردو۔ وہ مال حضرت زینبؓ کو واپس کردیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد ابوالعاس کو اس شرط پر رہا کیا کہ وہ مکہ جاکر آپ کی بیٹی حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت زینب کے خاوند حضرت ابوالعاس بھی مسلمان ہوکر مدینہ آگئے۔

حضرت عبداللہ بن جمیر الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی صحابی ہیں جن کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی جنگ احد کے دن درہ کی حفاظت کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مسلمان فتح پاگئے ہیں اور مالِ غنیمت حاصل کررہے ہیں تو یہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن جمیرؓ نے ان کو روکنے کی کوشش کی لیکن باقی لوگوں نے اطاعت نہیں کی۔ حضرت عبداللہ بن جمیرؓ کے ساتھ صرف چند لوگ درہ کی حفاظت کے لئے رہ گئے۔ درہ کو خالی دیکھ کر دشمن نے پیچھے سے وار کیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ عارضی شکست اس لئے ہوئی کہ ان میں سے چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی۔ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے کی بجائے ذاتی اجتہاد سے کام لیا۔ چنانچہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی نہیں کرتے اور اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہیں وہ نقصان اٹھائیں گے۔ حقیقی کامیابی اسی میں ہے کہ مکمل اطاعت کی جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل مسلمانوں کی حالت بھی اسی لئے بگڑی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرکے مسیح موعود کو قبول نہیں کیا بلکہ اپنے اجتہادوں میں پڑ گئے ہیں۔ اسی طرح احمدیوں کے لئے بھی اس میں سبق ہے کہ بیعت کرنے کے بعد مکمل اطاعت اختیار کرتے ہوئے شرائطِ بیعت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضورِ انور نے خطبہ کے اختتام پر شام سے تعلق رکھنے والے کینیڈا کے مخلص اور فدائی احمدی نادر الحصنی صاحب مرحوم کے نیکی، تقویٰ، مالی قربانیوں اور دیگر اوصاف کا ذکر فرمایا اور نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نوٹ: مکرم نادر الحصنی صاحب کا تفصیلی ذکرِ خیر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبانی قارئین کرام کے استفادہ کے لئے گزشتہ ماہ فروری 2019ء میں شائع کیا گیا تھا۔

دینی علوم کا حصول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

جس شخص کو دینی علم حاصل کرنے کی خواہش ہے، اسے لازم ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے۔ جس قدر وہ ترقی کرے گا اسی قدر لطیف دقائق اور حقائق اُس پر کھلیں گے۔ تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے، اُسے وہی طے کرسکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے، جو وہ چاہے وہ کرے، اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 15 فروری 2019ء، صفحہ 2-1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ایم۔اے۔ناظر اعلیٰ وامیر مقامی صدر انجمن احمدیہ ربوہ

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

"یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ"۔

اے آدم تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

"یٰآاَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔

اے احمد تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن،جلد15،صفحہ 288)

⊛......حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

"مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمُّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک (Ideal) آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہئے۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ،صفحہ 231)

⊛......مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر کی وفات کے بعد حضور کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں:

"ہم نے کبھی حضرت اُمُّ المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں ۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ابتداء میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے۔آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔شکر گزاری سے لے لیتیں۔"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ،صفحہ 415-414)

برصغیر پاک و ہند اور خاص کر پنجاب کے دیہی معاشرہ میں آج کل بھی عورت کو ایک کم عقل،کم علم اور کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت دی جاتی ہے اور زندگی کی اہم باتوں میں اس کی رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی حتیٰ کہ خاندانی یا گھریلو معاملات میں بھی اس سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بات سنتا اور اس کو مانتا ہو تو اسے زن مرید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔اور آج کے دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے قدم بقدم چلنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے بیوی سے دو چار قدم آگے رہتے ہیں۔

اس کے مقابل پر حضور علیہ السلام کے خاندان کی آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل بھی کیا کیفیت تھی۔حضور کے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حضور کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

" حضرت والدہ مکرمہ کی دور اندیشی ، معاملہ فہمی مشہور تھی ۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے لئے وہ ایک بہترین مشیر اور غمگسار تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب باوجود اپنی ہیبت اور شوکت اور جلال کے حضرت مائی صاحبہ کی باتوں کی بہت پرواہ کرتے تھے اور ان کی خلاف مرضی خانہ داری کے انتظامی معاملات میں کوئی بات نہیں کرتے تھے۔"

(حیاتِ احمدؑ،صفحہ 171)

حضرت شیخ صاحب اپنی اس رائے کی تائید میں حضور علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"بی بی مراد بیگم صاحبہ... جو بجائے خود ایک صاحب حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوان شباب میں بیوہ ہو گئیں اور قادیان آگئیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کی زندگی ایک خدا پرست خاتون کی زندگی تھی ۔ حضرت مائی صاحبہ ...اس خدا پرست خاتون کے لئے ... بہت دردمند اور محبت سے لبریز دل رکھتی تھیں اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ داری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں ۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آجاتے۔"

(حیاتِ احمدؑ،صفحہ 172)

اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانہ میں شرفاء کا دستور یہ ہوتا تھا کہ ان کا زنانہ مکان اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔رہائش تو زنانہ مکان میں ہی ہوتی تھی اور رات بھی وہاں گزاری جاتی تھی۔دن کے اوقات میں مرد عموماً مردانہ میں ہی رہتے تھے۔لیکن حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اپنی حرم کے مشورہ کے مطابق اپنی بیٹی حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کی بیوگی کے پیش نظر رات بھی مردانہ حصہ مکان میں ہی گزارتے تھے۔اس جگہ اس بات پر بحث کا موقع نہیں کہ یہ طریق درست یا مناسب تھا۔ مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ زمانہ کے حالات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں بیویوں کی رائے کو اہمیت اور وقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

کچھ یہی کیفیت ہمیں حضور علیہ السلام کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی عائلی زندگی میں نظر آتی ہے۔آپ کی بیگم حُرمت بی بی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تائی ہونے کی وجہ سے جماعت میں تائی کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں بہت جاہ و جلال والی خاتون تھیں اور 1868ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد تو گویا وہ گھر کی مختار کُل ہو گئی تھیں اور ایک رنگ میں خاندان پر حکومت کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی خاندان کے فرد تھے اور اسی ماحول میں اور ان روایات کے مطابق ہی پروان چڑھے تھے اس لئے آپؑ کا سلوک بھی اپنی زوجہ اوّل کے ساتھ مثالی تھا۔آپ باوجود اس بات کے کہ دنیا داری کے کاموں میں آپ کو کوئی شغف نہ تھا اور اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا آپ کے دل کی تمنا اور آپ کا معمول تھا،اپنی زوجہ کا ہر ممکن حد تک خیال رکھتے تھے اور اس امر کے باوصف کہ آپ کی زوجہ اوّل دیگر رشتہ داروں کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھیں اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی اس رنگ میں ذہنی ہم آہنگی اور موافقت نہ تھی لیکن پھر بھی حضور ان کے ساتھ محبت ، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس زمانہ میں شرفاء کے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے اسی طریق کے مطابق حضور بھی مردانے

میں ہی رہتے تھے لیکن اپنی زوجہ اوّل کی خاطر آپ نے زنانہ گھر میں مردانے کا دروازہ بنوایا تا کہ وہ آپ سے سہولت کے ساتھ رابطہ کرسکیں اورمل سکیں۔

اپنی زوجہ کے ساتھ حضور کا سلوک خاندانی ماحول اور روایات کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ بہتر اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ حضور اپنے ایمان کی رو سے یہ بات ضروری سمجھتے تھے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے کیونکہ یہ خدا کی تعلیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اور جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ من تربیت پذیر ز ربّ مہیمنم ۔آپ کی تربیت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی اس لئے آپ کے سلوک میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت زیادہ ملائمت اور زیادہ حُسن نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی دوسری شادی کے بعد بھی جو حضور کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کرنا پڑی تھی حضور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور ان کے اخراجات وغیرہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم والا واقعہ پیش آ گیا جس میں حضور کے رشتہ داروں نے حضور سے اپنے تعلقات ختم کر لئے اور آپ کی زوجہ اوّل نے بھی قطع تعلقی میں اپنے دیگر رشتہ داروں کا ساتھ دیا۔ لیکن ان کی طرف سے مخالف رشتہ داروں کا ساتھ دینے کے باوجود بھی حضور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے توسط سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ’’ایک دفعہ مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ ... تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں یہ جا کر دے آؤ۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ... اپنی طرف سے ... کچھ مدد کر دیا کروں۔‘‘

(سیرت المہدیؑ، حصہ اوّل، روایت نمبر 42)

رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلقی کے بعد کی بات ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ذکرِ حبیبؑ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’جب کہ میں ہنوز جموں میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میرے نام قادیان سے آیا کہ مرزا فضل احمد صاحب جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ بہت دنوں سے گھر میں اس کا کوئی خط نہیں آیا اور اس کی والدہ بہت گھبرا رہی ہے۔ آپ اس کا حال اور خیریت دریافت کر کے بواپسی ڈاک ہمیں اطلاع دیں۔ پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ایک خط آیا تھا اور ہر دو دفعہ حال دریافت کر کے لکھا گیا۔ یہ غالباً 94-1893ء کا واقعہ ہے۔‘‘

(ذکرِ حبیبؑ، صفحہ 20، 21)

حضرت اُمُّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور کی شادی خاص الٰہی تحریک اور منشاء کے تحت ہوئی چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ الہام ہوا ’’مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔‘‘

(شحنۂ حق۔ روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ:

ہرچہ بائید نو عروسی راہمہ ساماں کنم

وانچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 247)

1881ء میں ہونے والے ان الہامات کے مطابق دہلی کے ایک شریف اور مشہور خاندانِ سادات میں آپ کی شادی ہوگئی اور 1884ء میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا دلہن بن کر قادیان تشریف لے آئیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شادی کے بعد حضور علیہ السلام کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ 1884ء کا سال ہی وہ سال ہے جس میں حضور نے اپنے دعویٰ مجددیّت کا اعلان فرمایا اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ شادی خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم پر ہوئی تھی اور جس سے شادی ہوئی تھی اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ’’اُشْکُرْ نِعْمَتِی رَئَیْتَ خَدِیْجَتِی‘‘ کہ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل میں حضور کا سلوک حضرت اماں جانؓ کے ساتھ اور بھی نمایاں اور مثالی اور حد درجہ محبت اور دلداری کا حامل ہوتا تھا۔ اور چونکہ آپؑ کو یہ احساس تھا کہ آپ کی زندگی کے اس مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ایک نسبت خاص ہے اس لئے آپ ان کے ساتھ معمول سے بہت بڑھ کر محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور اس بات کا احساس حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کو بھی تھا۔ چنانچہ آپ بھی ایک حق کے رنگ میں اور محبت کے انداز میں بہت ناز کے ساتھ حضور علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی یہ برکتیں آپ کی زندگی میں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مسکراتے اور اس پر صاد کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’اس زمانہ میں ایک جوڑا بابرکت ہوا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے چنا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی اور پھر فرمایا: یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ جیسے اس آدم کے لئے جنت تھی اسی طرح تیرے لئے بھی جنت ہے۔ مگر اُس حوا نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا تھا۔ لیکن یہ حوّا جنت کا موجب ہوگی۔

مجھے خوب یاد ہے اس وقت تو بُرا محسوس ہوتا تھا لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے تحت ہوئی کہ یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ ایک آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی چلی

گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ۔ ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے جب ایسی ارواح مل جائیں تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں۔''

(خطباتِ محمودؓ، جلد سوم، صفحہ 245، 246 خطبہ نکاح حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ)

یہ بات کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان کے ساتھ ایک خاص تعلق جو کامل محبت اور کامل یگانگت پر مبنی تھا رکھتے تھے اس کا علم گھر کے ماحول تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کے زمانہ میں احبابِ جماعت پوری طرح اس سے آگاہ تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحبؓ اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے۔ مفتی صاحبؓ کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ کیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم بھی تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا: ''مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے۔'' حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان پر ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی صاحب کے اس پُرحکمت اور پُرمزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منالیا اور اس طرح گھریلو ماحول خوشگوار ہو گیا۔

(ذکرِ حبیبؑ مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ طبع جدید، صفحہ 253)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ:

''اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گردو پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ 'مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے۔'' (یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں)۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 17)

دراصل حضور علیہ السلام کی دوسری شادی خدا کی خاص تقدیر اور حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کرائی تھی۔ 1882ء میں ماموریت کے اعلان اور 1884ء میں مجددیت کے دعویٰ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زندگی میں جو موڑ آیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات ملے جو اس اہم ذمہ داری میں آپ کا قدم بقدم ساتھ دے سکے اور اس ذمہ داری کو وہی خاتون ادا کر سکتی تھیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے تحت کی گئی ہو۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کا انتخاب فرمایا۔ آپؓ کی پیدائش 1865ء کی ہے۔ گویا حضور سے شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا ہے۔ اور اس طرح آپ حضور کے پاس ایسی عمر میں آئیں کہ حضور علیہ السلام کی زیر تربیت رہ کر آپ کی فطری خوبیوں نے پوری طرح نشوونما پائی اور آپ ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی اہل ثابت ہوئیں جو ایک نبی کی زوجہ مطہرہ کی حیثیت میں آپ پر عائد ہونے والی تھیں۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر فعل اور ہر قول خدا کے حکم اور خدا کے منشاء کے مطابق اور ماتحت ہوتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 400)

پھر فرماتے ہیں:

''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 400)

اس سلسلہ میں آپ کا عملی نمونہ کیا تھا؟ اس کا علم ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کی سخت مزاجی اور بدکلامی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔" پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ''میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔''

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 307)

بات عملی نمونہ کی ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ اور سن لیں۔ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اس واقعہ میں بیان شدہ حضور کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے تو ہمارے عائلی تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

''مَیں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ سو وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحبؑ آ گئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا۔ نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ویسے تو زیادہ گڑ والے ہی مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت اُمّ المؤمنین فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 226,225)

بات کھانا پکانے کی آئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضور علیہ السلام کے دعوے کے بعد ایک لمبے عرصے تک باوجود اس کے کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت ہو گئی تھی اور روزانہ ہی بہت بڑی تعداد میں مہمان تشریف لاتے تھے۔ کھانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی حضرت اماں جانؓ کی زیر نگرانی پکایا جاتا تھا اور حضرت اماں جانؓ نہ صرف یہ کہ اس انتظام کی نگرانی فرماتی تھیں بلکہ خود بھی مہمانوں کے لئے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ:

''پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا

کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کرا دیا۔''

نیز فرماتی ہیں کہ ''شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز پکوا لیتے تھے، ان ابتدائی ایام میں بھی جب حضور کی ملاقات کے لئے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی حضرت امّاں جانؓ کی زیر نگرانی گھر سے ہی کی جاتی تھی مہمان کس کثرت سے آتے تھے اس کے بارہ میں حضور کے ایک خط جو 8 رستمبر 1887ء کو حضور نے مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی صاحب کو تحریر کیا روشنی پڑتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

''بعض احباب مجھ پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دو دو سو تین تین سو روپے ماہواری کا ہو جاتا ہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور انبار کا انبار قرضہ کا سر پر ہو گیا۔ اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض للہ ہے اور اس میں بھی بارہا تواضع اور اکرامِ ضیف کے لئے حکم ہوا ہے نہ تخفیف مصارف کے لئے۔ **تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے** اور جہاں تک طاقت تھی حسبِ توفیق خدا دادان کی خدمت کی گئی۔ سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل شانہ، کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی یا جماعت کی پیروی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس کاروبار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں۔ جس قدر میرے پر قرضہ اور حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ الٰہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطاقۃ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جا سکتی مگر وہ ایک ہی حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے۔''

(مکتوباتِ احمدؑ، جلد اوّل، مکتوبات بنام مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی، مکتوب نمبر1)

❁......ان دنوں کی بات ہے ایک بار مہمان اتنی کثرت سے آئے کہ کھانے اور ٹھہرانے کے انتظام میں بہت دقت پیش آئی اور اس وجہ سے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی رہائش ان دنوں حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے ایک کمرہ میں تھی اور حضورؑ بھی ساتھ کے حصہ مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اُمُّ المؤمنینؓ حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا۔''

فرمایا: ''دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گذارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ کہ دیکھو۔ یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔

تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھا لے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔'' (ذکر حبیب، صفحہ 87،86)

❁......حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو خدا تعالیٰ نے وسیع حوصلہ دل عطا فرمایا تھا اور آپ مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع اور دلداری کرنے میں تمام جماعت کے لئے نمونہ تھیں۔ اور جو لوگ آپ کے مہمان رہے ہیں اسی طرح وہ مستورات جو سارا سال اور سالانہ جلسوں کے موقعہ پر قادیان آتی تھیں اور آپؓ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں۔ سلسلہ کے ابتدائی ایام میں قادیان میں عام چیزیں بھی نہیں ملا کرتی تھیں اور مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ ان حالات میں بسا اوقات بہت حوصلہ رکھنے والا شخص بھی گھبرا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ایک موقعہ کی بات ہے۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ایک بار مہمانوں کی کثرت کے باعث ان کو ٹھہرانے کے انتظام میں دقت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان تشریف لا چکے تھے اور حضور علیہ السلام نے ایسے مہاجرین کو بھی باوجود تنگی کے اپنے گھر میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایسے مستقل طور پر قادیان میں بس جانے والے گھرانوں کو بھی حضرت اماں جانؓ کھانا پکوا کر بھجواتی تھیں۔

❁......ان ایام میں دارالمسیح میں رہائش کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی اوپر بیان کردہ روایت سے ہوتا ہے حضرت مفتی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ''سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے'' اور اپنی رہائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور کے گھر کے اندر حضور کے کمرہ کے بالکل ملحق کمرہ میں تھی۔

❁......اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحبؓ کی روایت بھی اس صورت حال پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ اپنی تصنیف 'تذکرۃ المہدی' میں بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کے اندر ایک طرف مع اہل وعیال رہتا تھا اور آپ نے وہ جگہ بتلا دی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آج سے ہم بھی تمہاری ہمسائیگی میں آ گئے ہیں چونکہ اب سردی کا موسم شروع ہو گیا ہے اوپر کے مکان سے اس نیچے کے مکان میں آ گئے ہیں اور ہماری تمہاری چار پائی برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔

(تذکرۃ المہدی، طبع جدید، صفحہ 12)

❁......حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ مزید فرماتے ہیں حضرت نے خود میرے لئے مکان بنوایا۔ لیکن جب نئے مکان میں چلا گیا تو پھر واپس اپنے مکان میں بلوا لیا۔ مزید فرماتے ہیں میں نے ایک بکری بھی رکھی ہوئی تھی اس کی مینگنیاں اس کے پیشاب کی کھرائند اور اس کے بچوں کی ممیاہٹ پھر جھاڑ پتوں سے صحن اتنا بھرا ہوا تھا کہ حضرت کے لئے چلنے پھرنے کے لئے بھی جگہ نہ رہی تھی لیکن پھر بھی آپ نے میرا علیحدہ مکان میں رہنا پسند نہ کیا۔ (اخبار الحکم۔ 21 تا 28 مئی 1934ء)

❁......حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود جلد سوم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی زبانی

ایک واقعہ لکھا ہے جس میں حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ان کی رہائش حضور کے گھر میں اوپر کی منزل پر تھی اور بیت الدعا کے اوپر جو کمرہ ہے حضرت مولوی صاحب اس کمرہ کو بیت الدعا کے طور پر ہی استعمال کرتے تھے۔

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے پہلے جانشین ہوئے اور مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے 1892ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر میں رکھا حالانکہ حضرت مولوی صاحبؓ کا اپنا مکان کافی عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے کچھ ماہ کے بعد دارالمسیح سے اس میں منتقل ہوئے۔

❁......ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری ایام میں پشاور سے کچھ مہمان آئے۔ صاحبزادہ مولوی عبدالحیٔ صاحبؓ مرحوم سے ان کی بیٹھک اس مہمان کے لئے طلب کی گئی۔ مگر انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا۔ حضور نے عبدالحیٔ مرحوم کو فرمایا میاں ہم نے سنا ہے کہ تم نے اپنے مہمان کو مکان دینے سے انکار کر دیا۔ مومن تو ایسا نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو مَیں تمہیں ایک مومن کا حال سناتا ہوں جب مَیں قادیان آیا تو حضرت اقدس نے ایک برآمدے میں رسی باندھ کر اس پر پردہ ڈال دیا۔ ایک طرف خود ہو گئے دوسری طرف مجھے دے دی۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحبؓ آئے تو آپ نے ایک اور رسی باندھ دی اور پردہ ڈال کر کچھ جگہ ان کو دے دی۔ مولوی محمد احسن صاحبؓ آئے آپ نے ان کو بھی جگہ دے دی۔ اس طرح جو مہمان آتا آپ سمٹ جاتے اور مہمان کے لئے جگہ بنا دیتے۔ اتنی بات بیان فرما کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میاں مومن کا دل تو ایسا ہوتا ہے۔

❁......حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں:

''مجھے 1889ء سے حضرت اُمّ المومنینؓ کو کسی قدر قریب سے اور 1898ء سے بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقت و کرم کا تجربہ کرنے کا موقع ملا ہے۔... خدمت سلسلہ میں آپ کی خدمات کا ایک پہلو کس قدر قیمتی ہے کہ ابتداء میں باوجود خادماؤں کے۔ مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں اور کبھی اس قسم کی خدمات سے آپ نے گھبراہٹ کا اظہار نہیں فرمایا میں ایک بصیرت سے جانتا ہوں کہ ابتدا میں جب حضرت اقدس کا کھانا وغیرہ بڑے گھر (بڑے گھر سے مراد مشترکہ گھر ہے جس میں مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کہلاتی ہیں رہتی تھیں اور حضور کی زوجہ اوّل اور ان کے صاحبزدگان کی بھی رہائش تھی) سے آتا تھا اور مہمان وقت بے وقت آجاتے اور حضورا کرامِ ضیف کے بہترین نمونہ تھے۔ مجبوراً اسی گھر میں اطلاع دینی ہوتی تھی اور وہ اکثر بُرا مناتے اور کہہ دیتے کہ: تمہارے پاس تو اسی طرح آتے رہتے ہیں ہم سے یہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی اور انتظام کرلو۔

''خدا کی اس نعمت کو انہوں نے رد کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس فضل کو سیدہ نصرت جہاں بیگم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مہمانوں کے کثرت سے آنے کی بشارات دیں اور یہ بھی قبل از وقت بتا دیا کہ ان سے تھکنا اور گھبرانا نہیں۔ ادھر ان کے لئے مہمان نوازی کے صحیح نظام کو قائم رکھنے کے لئے اپنے وعدہ کے موافق جو ہر چہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم میں کیا تھا حضرت سیدہ کو آپ کے نکاح میں لا کر انتظام کر دیا۔ مہمان دن رات کے ہر حصہ میں پیدل، سوار آجاتے مگر حضرت اُمّ المومنین نے کبھی نہ ان سے بے وقت آنے کی شکایت کی اور نہ اپنا دل چھوٹا کیا بلکہ ہر فرد کے آنے پر خوشی کا اظہار فرماتیں اور اپنی شفقت ورحمت کے دامن کو اتنا وسیع کرتیں کہ آنے والا اپنے گھر سے زیادہ راحت پاتا۔

مہمان نوازی کے واقعات اور عجائبات بے انتہاء ہیں۔ مجھے مختصراً اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مہمانوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے انصرام کا بھی آپ ذمہ لیا تھا اور حقیقی مہمان نوازی کے لئے اُمّ المومنین کو بھیج دیا۔

حضرت اُمّ المومنین کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اور صحابہ سے پوری واقفیت رکھتی ہیں اور ایمانی رنگ میں جو جس قدر حضرت کے قریب تھے اُمّ المومنین اسے خوب سمجھتیں اور ان کی قدر فرماتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی حاضری کی سعادت پاتا تو اس کے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کا تفصیل سے حال پوچھنا آپ کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ بعض صحابہ کو میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف کبھی کبھی کوئی فرمائش کھانے وغیرہ کی کر دیتے۔ حضرت اُمّ المومنین سن کر بہت خوش ہوتیں اور خاص اہتمام سے اس کو پورا کرتیں۔ اس قسم کے احباب میں سے ایک میرے نہایت ہی مخلص مخدوم بھائی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 375-378)

❁......مکرمہ استانی سکینۃ النساء اہلیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحب لکھتی ہیں:

''پہلے پہل تو باہر کے مہمانوں کی روٹی بھی خود ہی پکا کر باہر بھجواتی رہیں پھر لنگر قائم ہو گیا تو خود نہ پکائی ہوگی اور اب بھی کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں خود ہی چولہے کے آگے بیٹھ جانا اور ہانڈی پکانا آٹا گوندھنا حالانکہ خدمتگاریں بھی پاس ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسی شاندار ہستی جس کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقار اور رعب کی خاتون کبھی باورچی خانے کی طرف جانا خلاف وقار وشان کے نامناسب بات جانتی ہوگی اور پھر آپ ہیں بھی تو ایک دہلی کے عالی وقار خاندان کی فرد۔ آپ کا نورانی چہرہ ہی دیکھ کر تعجب میں ڈال دیتا ہے کہ ایسی باحوصلہ اور پُروقار خاتون کھانا خود پکا رہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت عالی قدر شوہر محترم علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کے لئے گوارا کیا تھا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 392)

❁......حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

''ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا اور جلسہ کی روٹی اندر ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے۔''

(تحریراتِ مبارکہؓ صفحہ 49)

❁......حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی 'سیرت' میں ایک واقعہ لکھا ہے جس سے حضور کے اندازِ تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور نے محسوس کیا۔ سختی کرنے یا کسی تندخو مصلح کی طرح کارروائی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدالگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے سے جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہانیاں خواب وخیال ہو گئیں۔

(سیرت مسیح موعودؑ مولفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ صفحہ 31-30)

❁......حضور کے اندازِ تربیت کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے بیان فرمودہ واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ حضرت اماں جانؓ کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

(باقی صفحہ 16)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ونسب پر اعتراض کا جواب

مکرم انصر رضا صاحب واقفِ زندگی

صرف متقی ہی معزز ہیں

اس بات پر اصرار کیا جاتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سادات میں سے ہوں گے۔ اس عقیدہ کے پھیلنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کو الگ الگ شخصیات سمجھا جاتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ شیعہ لوگوں کا پھیلایا ہوا ہے جو امامت و سیادت کو صرف حضرت فاطمہؓ کی اولاد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں اور امت کے دیگر افراد کو تقویٰ اور بزرگی کے اعلیٰ معیار کے قابل نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ط (سورۃ الحجرات 14:49)

یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ وہ معزز ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے

آلِ رسول کون؟

اسی طرح آلِ رسول صرف نبی کی جسمانی اولاد تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس اگر کسی رسول کی اپنی اولاد غیر صالح ہو تو وہ اس کی آل نہیں کہلاتی جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت سے ثابت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلایا کہ تو نے تو کہا تھا کہ تیری آل کو طوفان سے محفوظ رکھوں گا لیکن میری آنکھوں کے سامنے میرا بیٹا ڈوب رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ۔۔۔ (سورۃ ہود 47:11)

اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔

اس کے برعکس نبی کے ماننے والے صالحین متقین اس نبی کی آل میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَمَنۡ تَبِعَنِیۡ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡ ۚ (سورۃ ابراہیم 37:14)

میری ذریت وہی ہے جو میری فرماں بردار ہے۔

حضرت ابراہیمؑ تمام مسلمانوں کے باپ ہیں

سورۃ الحج کی مندرجہ ذیل آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے باپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو۔ اب یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جسمانی آل اولاد نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام مسلمانوں کا باپ قرار دیا جو کہ ظاہر ہے روحانی باپ ہیں جسمانی نہیں۔ جیسا کہ سورۃ الاحزاب کی آیت (33:7) کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کو تمام مسلمانوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے جو کہ ظاہر ہے روحانی درجہ ہے جسمانی نہیں۔

وَجَاہِدُوۡا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ط ہُوَ اجۡتَبٰکُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰہِیۡمَ ط ہُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَ فِیۡ ہٰذَا لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَہِیۡدًا عَلَیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ ط ہُوَ مَوۡلٰکُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ٪ (سورۃ الحج 79:22)

اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔ اس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول تم سب پر نگران ہو جائے اور تاکہ تم تمام انسانوں پر نگران ہو جاؤ۔ پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

اہلِ فارس حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں

احادیث کے مطابق اہلِ فارس بنو اسحٰقؑ ہونے کے باعث اولادِ ابراہیمؑ میں شامل اور اہل بیت کا عصبہ ہیں۔

فارس عصبتنا اھل البیتِ لان اسماعیل عم ولدِ اسحاق و اسحاق عم ولدِ اسماعیل

(ک فی تاریخہ۔عن ابن عباسؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اہلِ بیت! فارس ہمارا عصبہ ہے اس لئے کہ اسماعیلؑ اسحاقؑ کی اولاد کے چچا ہیں اور اسحاقؑ اسماعیلؑ کی اولاد کے چچا ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر بروایت ابن عباسؓ)

ابنِ عمر۔ آلِ فارس من ولد اسحاق بن ابراھیم صلی اللہ علیھما۔

(الفردوس بمثور الخطاب، جز اول، باب الالف صفحہ 418)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آل فارس اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

مغل بھی فارسی ہیں

بابر، تیمور اور شاہ رخ کے ورثہ کا دعویدار تھا اور اس نے اس بنا پر ہندوستان میں مغل خاندان کی داغ بیل ڈالی۔ یہ مغل دراصل برلاس ترک تھے۔ منگولوں سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن کچھ منگولوں کی سی طرز معاشرت نیز ان کے ساتھ تعلق پر ان کا اپنا اصرار اس ورثہ کا ایک حصہ بن گیا۔

(ہندوپاک میں اسلامی کلچر از پروفیسر عزیز احمد، ترجمہ ڈاکٹر جمیل جالبی۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی صفحہ 30)

سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چھٹی صدی عیسوی میں مملکت ایران کا حدود اربعہ کیا تھا۔ یہ کن ممالک اور علاقہ جات پر مشتمل تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں مملکت ایران کا حدود اربعہ وہ نہیں تھا جو آج کے ایران کا ہے۔ موجودہ دور کی بہت سی آزاد مملکتیں اس وقت ایران کا ایک حصہ تھیں۔ ول ڈیورانٹ (Will Durrant) اپنی مشہور کتاب The Age of Faith میں رقمطراز ہے تیسری صدی عیسوی کا ایران (چھٹی صدی میں بھی یہی حالات تھے) مندرجہ ذیل ممالک پر مشتمل تھا۔

افغانستان، بلوچستان، سودیانہ (Sogdiana)، بلخ اور عراق، موجودہ پرشیا جس کو فارس کہتے ہیں یہ اس وقت کی مملکت کا ایک جنوب مشرقی صوبہ تھا۔ اس کو ایران کہنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ آریوں کا ملک تھا۔ (دی ایج آف فیتھ صفحہ 136)

اُردو دائرہ معارف اسلامیہ میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔ یہ سلطنت بلوچستان، کچ، مکران، کرمان، غور، بامیان،

ہندوکش، سیستان، زابلستان، خراسان، ماوراالنہر، رشت، اصفہان، مازندران، استرآباد، گرگان، فارس، لارستان، خوزستان، افغانستان، کابلستان، پنجاب، کردستان، شیروان، بابل، موصل، اور دیار بکر پر مشتمل تھی۔ (دائرہ معارف اسلامیہ اردو۔جلد 3 طبع اول، 1968ء، صفحہ 627‘‘

(ضیاء النبی ﷺ از پیر کرم شاہ الازہری، جلد اول، صفحہ 37)

حضرت سلمان فارسیؓ اہلِ بیت میں ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہلِ بیت میں سے ہونا ایک اور جہت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کی قوم سے ایک ایسے شخص کے آنے کی خبر دی جو ایمان کو ثریا ستارے سے بھی کھینچ لائے گا اور اس کی بعثت آخرین میں ویسے ہی ہوگی جیسی آنحضرت ﷺ کی بعثت امیین میں ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سلمان منا اھل البیت کہہ کر حضرت سلمان فارسیؓ کو اپنے اہلِ بیت میں سے قرار دیا تو گویا اہلِ فارس میں سے آنے والا یہ عظیم الشان شخص یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام اہل بیت میں شامل قرار پائے۔

محض اہل بیت سے ہونا متقی ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔

ایک حدیث سے ثابت ہے کہ محض اہلِ بیت میں سے ہونا تقویٰ اور بزرگی کے اعلیٰ معیار کا ضامن نہیں۔

رجل مِن اھلِ بِیتِی یزعم انه مِنِی ولیس مِنِی و اِنما اولِیائِی المتقون (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن)

میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص یہ زعم کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے لیکن وہ مجھ سے نہ ہوگا اور یقیناً میرے دوست صرف متقی ہی ہیں۔

قام رسول الله(ص)علی الصفا فقال: یا بنی ھاشم، یا بنی عبدالمطلب، انی رسول الله الیکم، و انی شفیق علیکم، و ان لی عملی و لکل رجل منکم عمله، لا تقولوا: اِن محمداً منا و سندخل مدخله، فلا والله ما اولیائی منکم ولا من غیرکم یا بنی عبدالمطلب الا المتقون، الا فلا اعرفکم یوم القیامة تاتون تحملون الدنیا علی ظهورکم ویاتی الناس یحملون الآخر ---

(روض الکافی، صفحہ 155)

رسول اللہ ﷺ صفا پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے بنی ہاشم! اے بنی عبدالمطلب! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور میں تم پر شفیق ہوں۔ میرے لئے میرا عمل ہے اور تم میں سے ہر ایک مرد کے لئے اس کا عمل ہے۔ یہ مت کہنا کہ محمدؐ ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم تم میں سے یا تمہارے غیر میں کوئی بھی میرے ولی نہیں مگر صرف متقی۔ آگاہ رہو کہ روزِ قیامت اگر تم اپنی کمروں پر دنیا اٹھائے ہوئے لائے اور دوسرے لوگ آخرا اٹھائے ہوئے لائے تو میں تمہیں نہیں پہچانوں گا۔ (روض الکافی۔صفحہ 155)

محبِّ اہلِ بیت اموی بھی اہلِ بیت میں سے ہے

’’الاختصاص میں ابوحمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک بار سعد بن عبدالملک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ شخص ہیں جنہیں حضرت امام سعد الخیر کے نام سے یاد فرماتے تھے اور عبدالعزیز بن مروان کی اولاد میں سے تھے اور آتے ہی ہچکیاں لے کر اس طرح رونے لگے جیسے عورتیں روتی ہیں تو حضرت امام نے فرمایا سعد کیا بات ہے جو تم اس طرح رو رہے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضور کیسے نہ روؤں میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں قرآن پاک نے شجرہ ملعونہ فرمایا ہے یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو تم اموی ہوتے ہوئے ہم اہل بیت میں سے ہو کیا تم نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا جس میں حضرت ابراہیم کے قول کو بیان فرمایا ہے فمن تبعنی فانه منِی (جو میری پیروی کرے وہ مجھ میں سے ہے) سورہ ابراہیم آیت 36 (الاختصاص، صفحہ 85)‘‘

(بحار الانوار اردو ترجمہ حصہ چہارم، مترجم ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین النقوی درحالات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، صفحہ 116)

امام مہدیؑ کے بنو فاطمہ میں سے ہونے کا انکار کیا جائے گا

امام مہدیؑ کے سادات میں سے ہونے کی روائتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی لٹریچر میں یہ روایت بھی پائی جاتی ہے کہ ظہور امام مہدیؑ کے وقت یہ کہہ کر اس کا انکار کر دیا جائے گا کہ وہ بنی فاطمہ یا آلِ محمدؐ میں سے نہیں ہے۔ بحار الانوار میں لکھا ہے:

”یعنی تکذیبھم بالقائم علیه السلام، اذ یقولون له: لسنا نعرفک و لست من ولد فاطمة علیها السلام۔“

(باب ما نزل فی صلتھم و دا حقوقھم، جلد 23-24، صفحہ 409)

یعنی وہ امام قائمؑ کی یہ کہتے ہوئے تکذیب کریں گے کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے اور یہ کہ تم اولادِ فاطمہؓ میں سے نہیں ہو۔

یہ پیشگوئی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰ والسلام کی ذات اقدس میں بتمام وکمال پوری ہوئی جب آپؑ کا یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ آپؑ بنی فاطمہ اور آلِ محمدؐ میں سے نہیں ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نورِ الٰہی اور فیضانِ نبوت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مدد سے اپنے حکم وعدل کے منصب کو اعلیٰ شان سے نباہتے ہوئے جہاں سلسلۂ نسبِ مہدی کی مختلف روایات کی بے مثل تطبیق فرمائی وہاں فارسی الاصل ہوتے ہوئے سادات سے اپنا رشتہ اور تعلق اس طرح بیان فرمایا:

’’سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گئیں۔‘‘

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن، جلد 18 صفحہ 426 حاشیہ درحاشیہ)

علما کا انکار اور پھر تائید

پیشگوئیوں کے عین مطابق علماء نے آپ کی اس دلیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لیکن خدا کی قدرت کے زبردست ہاتھ نے انہی علماء کے ہاتھوں سے آپؑ کی تائید میں تحریریں نکلوائیں۔

’’مجمع الفتاویٰ میں ہے کہ میں نے شیخ امام حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ جس کی ماں سید ہو اور باپ سید نہ ہو کیا وہ سید ہے؟ میرے استاد شمس الائمہ کروریؒ نے جواب دیا۔ بے شک وہ سید ہے اور استدلال اس دلیل سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد قرار دیا ہے۔

(سیر الاولیا تصنیف سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف بہ امیر خورد)

انور شاہ کشمیری صاحب علماء دیوبند میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ یہ صاحب تمام عمر خود کو سید لکھتے اور کہلاتے رہے جب کہ ان کے خاندانی شجرہ کے مطابق ان کا تعلق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے خاندان سے تھا۔ ان کے معترضین نے اس بات کو خوب اچھالا اور ان کو نسب بدلنے کے طعنے دیتے رہے۔ ان کے صاحبزادے انظر شاہ مسعودی صاحب نے اپنے والد صاحب کی سوانح حیات ’نقشِ دوام‘ لکھتے ہوئے اس الزام کی صفائی دینے کی کوشش کی ہے اور ہوا یوں ہے کہ صفائی دیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کر بیٹھے ہیں۔ انظر شاہ صاحب لکھتے ہیں:

’’اور یہ تو بالکل حقیقت ہے کہ اس خاندان میں ابتداء سے تا راقم الحروف سادات کی لڑکیاں یا اس خاندان کی لڑکیاں سادات میں آتی جاتی رہیں۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم کی والدہ سیدہ تھیں۔ آپ کی اہلیہ سیدہ تھیں۔ برادر اکبر مولانا ازہر شاہ صاحب کی موجودہ اہلیہ سیدہ ہیں۔ خاکسار کی مرحومہ اہلیہ سادات سے تھیں،

میری ایک ہمشیرہ سادات ہی میں بیاہی گئیں۔ ایک برادر زادی خاندان سادات میں منسوب ہے۔ راقم الحروف کا پورا ننھیالی سلسلہ قصبہ گنگوہ کے سید خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ غرض یہ کہ چپ و راست میں سادات سے ایک طویل و عریض تعلق موجود ہے۔ مفسرین و محققین علما نے بعض آیات کے تحت واضح طور پر لکھا ہے کہ شرف نسب حاصل کرنے کے لئے اگر ننھیال سادات سے ہو تو اس کی جانب انتساب کرتے ہوئے خود کو سید کہنا و لکھنا جائز ہے۔ اس لئے خانوادہ انوری کے بعض افراد اگر خود کو سید لکھتے ہیں یا حضرت شاہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ سید کے ضمیمہ کو حرف غلط قرار نہیں دیا تو یہ کوئی مجرمانہ اقدام نہیں تھا جس کے لئے نصف صدی کے گذرنے پر بعض ناعاقبت اندیش قلم کار سزا دہی کے لئے پرتول رہے ہیں۔ (نقشِ دوام، صفحہ 22)

اسی طرح ایک اور مشہور و معروف دیوبندی عالم دین حسین احمد مدنی صاحب اپنا سلسلہ نسب سادات سے ثابت کرنے کے لئے اپنے والد صاحب اور ان کے پیر و مرشد مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے خوابوں کا سہارا لیتے ہیں:

والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ میں جب کہ صفی پور اور بانگر مئو میں ہیڈ ماسٹر تھا اور لوگوں سے تذکرہ آتا تھا کہ میں سادات سے ہوں اور میرا خاندان پیرزادوں کا خاندان ہے تو لوگ تصدیق نہیں کرتے تھے کیونکہ اودھ کے شہروں میں ٹانڈہ کپڑوں کے بننے والوں (نوربافوں) کی بستی مشہور تھا اور یہاں کے کپڑے واقع میں بہت امتیازی شان رکھتے تھے، ٹانڈہ کی آبادی کا بڑا حصہ اسی برادری کا ہے اس لئے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ بھی اسی قوم میں سے ہوں گے، مگر حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک روز بھرے مجمع میں فرمایا کہ:

"مدرس تو سید اور پیرزادے ہیں، ان کے مورثِ اعلیٰ شاہ نورالحق رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں، رات میرے پاس وہ آئے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ میرے بیٹے حبیب اللہ کا خیال رکھو، بھئی یہ تو بڑے پیرزادے ہیں۔"

(حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز والد صاحب مرحوم کو مدرس کہہ کر پکارتے تھے) اس کے بعد سے ان کی نظر التفات مجھ پر بہت زیادہ ہوگئی اور لوگوں کے خیالات میرے نسب کے متعلق بدل گئے اور یہ مقالہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور ہوگیا۔۔۔

نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ کو نسب نامہ کی تلاش تھی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کو جا رہے ہیں اور میں پاس کھڑا ہوں تو مجھ کو فرمایا کہ تو میری اولاد میں سے ہے۔

(چراغ محمد ﷺ۔ سوانح حیات حسین احمد مدنی۔ صفحہ 73-74)

نسبِ مرکب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلو والسلام نے جہاں خود کو سادات میں سے قرار دیا وہاں اپنا اہلِ فارس میں سے ہونا بھی ثابت فرمایا اور اپنی کتاب تریاق القلوب میں اپنے خاندان کو خاندان مغلیہ اور خاندان سادات سے مرکب قرار دیا ہے۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 287)

اس کے ساتھ ہی اسی کتاب میں حضور نے خود کو شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی کتاب فصوص الحکم میں مندرج پیشگوئی کے مطابق چینی الاصل موعود کا مصداق بھی قرار دیا ہے۔

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 482-483)

پیشگوئیوں کے عین مطابق علماء نے حضور کے ان تمام دعاوی کو غلط اور ایک دوسرے سے متضاد قرار دیتے ہوئے رد کر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ خود احادیث میں حضرت امام مہدیؑ کی مختلف بلکہ متضاد خاندانی نسبتوں کا ذکر موجود ہے۔

حافظ محمد ظفر اقبال صاحب اپنی کتاب "اسلام میں امام مہدی کا تصور" میں ان متضاد روایتوں کو پیش کر کے ان کی توجیہہ و تاویل کرتے ہیں۔

"امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔"

(سنن ابوداؤد، کتاب المہدی، صفحہ 63)

"اس بات میں اختلاف ہے کہ امام مہدی حضرت حسن کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسین کی اولاد میں سے۔۔۔"

(ایضاً۔ صفحہ 69)

"حضور ﷺ نے (ایک مرتبہ) حضرت فاطمہؓ سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ ان دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد میں سے مہدی ہوں گے، میرے چچا عباس کے خاندان سے۔" (ایضاً۔ صفحہ 70)

حضرت علیؓ نے فرمایا اور دیکھا اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو اور کہا یہ بیٹا میرا سردار ہوگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام رکھا اور عنقریب اس کی نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا کہ وہ نام زد ہوگا تمہارے نبی ﷺ کے نام سے اور سیرت میں بھی انہیں سے مشابہ ہوگا مگر صورت میں مشابہ نہ ہوگا۔ (سنن ابوداؤد، کتاب المہدی)

توجیہہ

"مذکورہ بالا روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے نجیب الطرفین سید ہوں گے لیکن اس پر حضرت عثمانؓ کی روایت سے اعتراض لازم آتا ہے جس میں یہ ہے کہ امام مہدی حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

(کتاب البرہان، جلد دوم، صفحہ 591 و مرقاۃ المفاتیح، جلد 10، صفحہ 175)

(اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابنِ حجر ہیثمی مکیؒ تحریر فرماتے ہیں:

ویمکن الجمع بانه لا مانع من ان یکون ذریته ﷺ و للعباس فیه ولادته من جهة ان امهاته عباسیة والحاصل ان للحسن فیه الولادة العظمی لان احادیث کونه من ذریته اکثر و للحسین فیه ولادة ایضا و للعباس فیه ولادة ایضا ولا مانع من اجتماع ولادات المتعددین فی شخص واحد من جهات مختلفه۔ (القول المختصر، صفحہ 23)

ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ امام مہدی (اصالتاً) تو حضور ﷺ کی ذریت میں سے ہوں گے اور (تبعاً) حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے بھی اس اعتبار سے ہوں گے کہ ان کے سلسلہ نسب میں سب سے زیادہ حضرت حسنؓ کی نسبت نمایاں ہوگی اس لئے کہ اس قسم کی روایات زیادہ ہیں اس کے بعد حضرت حسینؓ اور پھر حضرت عباسؓ کی ولادت بھی اس میں شامل ہوگی اور ایک ہی شخص میں مختلف جہات سے متعدد ولادتوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

علامہ ابن حجر مکیؒ کے اس جواب کو آسان لفظوں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی کئی آدمیوں کی اولاد ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص کے سلسلہ نسب میں اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا جو مثلاً حضرت عباسؓ کے خاندان میں سے تھی، اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسینؓ کے خاندان میں سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا پھر اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسنؓ کے خاندان کے ساتھ مناکحت کا تعلق کر لیا اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح امام مہدی کے نسب کی روایات میں کوئی تعارض اور اختلاف باقی نہیں رہتا۔" (اسلام میں امام مہدی کا تصور۔ صفحہ 72)

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء ایک طرف تو حق کو چھپاتے ہیں اور عوام الناس کو اصل ماخذ تک رسائی حاصل نہیں کرنے دیتے اور دوسری طرف وہ جن تاویلات کے ذریعے اپنے مؤقف کو ثابت کرتے ہیں انہی تاویلات کا استعمال اپنے مخالفین کے لئے ناجائز قرار دے دیتے ہیں جو کہ نہ صرف علمی بلکہ اخلاقی بددیانتی بھی ہے۔

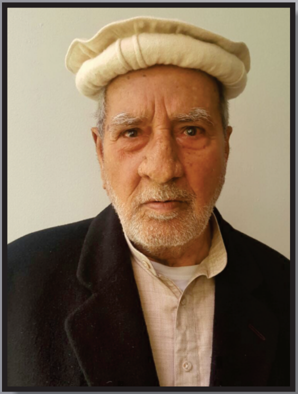

ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

مکرم ماسٹر چوہدری احمد علی صاحب

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخالفین اور معاندین نے جھوٹے مقدمات بنا کر عدالتوں کے چکروں میں رکھا تا کہ تنگ آ کر اپنے دعویٰ سے باز آ جائیں۔ تاریخِ احمدیت میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور کرم دین بِھیں والے جھوٹے مقدمات میں سے حضرت اقدس کی باعزت بریت اور دشمنان کی اہانت کے علاوہ کثرت سے مسلمانوں کے حضرت اقدس کے حلقہ بیعت میں شمولیت کے واقعات محفوظ ہیں۔

اسی طرح مباحثات میں ناکامی اور خفت کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔ آپ کو قتل کرنے کی نہ صرف دھمکیاں دی گئیں بلکہ قتل کر دینے کے منصوبے بھی بنائے گئے۔ ایسے ہی کسی موقعہ پر حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معاندین کو خبردار کیا تھا۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

فارسی زبان میں ”روبہ“ لومڑی کو کہا جاتا ہے اور زار و نزار کے معنی کمزور کے ہیں۔ لومڑی اپنی فطرت میں جنگلی جانوروں میں سے کمزور ہونے کے علاوہ خوشامد اور مکاری میں بھی بے مثل ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مکفر اور مکذب بھی انہیں عادات کے مالک تھے۔

گورداسپور میں انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت سے مولوی محمد حسین بٹالوی اور جہلم میں کرم دین بِھیں والے مقدمہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بریت اور معاندین کی ذلت اور نکبت کے علاوہ کثیر تعداد میں مسلمانوں کا آپ کو سچا سمجھ کر حلقہ بیعت میں شامل ہونا تاریخِ احمدیت کے اوراق میں محفوظ ہے۔ آریہ لیڈر لیکھرام کی عبرتناک ہلاکت بہت پہلے کی بات ہے۔ موجودہ دور میں دشمنانِ احمدیت کی گستاخی اور جماعت احمدیہ کو پاکستان سے نیست و نابود کر دینے کے ارادے اور اعلان کرنے والے اور جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دینے کی دھمکی دینے والے ضیاء الحق اور ذوالفقار علی بھٹو کا انجام بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

آج کے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کے دور میں احمدی افراد جماعت کے بالمقابل گستاخی کے مرتکب ہونے والوں کے عبرت ناک انجام کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ کس طرح وہ افراد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو للکارنے اور حضرت اقدس علیہ السلام کی اہانت کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے غیور خدا کی گرفت میں آئے اور ان کا عبرتناک انجام ہوا۔

یہ مثالیں ہمارے ضلع سرگودھا میں ہماری آنکھوں کے سامنے پیش آئی ہیں۔ ایک گستاخ کا انجام تو میرا آنکھوں دیکھا ہے۔ دوسرا واقعہ ”درویشانِ احمدیت کے حق میں غیرت اِلٰہی کے نمونے“ میں سے لیا گیا ہے۔

پہلا واقعہ 1952-53ء میں بھابڑا کے چند مٹھی بھر افراد نے جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا اور جلسہ کے تمام انتظامات اپنی قریب ترین جماعت احمدیہ ادرحمہ کے ذمہ لگائے۔ مرکز سے مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب مرحوم اپنے دیگر ساتھیوں گیانی واحد حسین صاحب، مکرم مولانا محمد اسمٰعیل دیال گڑھی صاحب اور سرگودھا سے مربی ضلع مکرم عبد الکریم کاٹھ گڑھی صاحب مرحوم، مغفور تشریف لائے۔ ان دنوں ابھی بھابڑا میں جماعت کی اپنی مسجد تو تھی نہیں ایک نہایت شریف غریب طبع احمدی میاں محمد امین صاحب نے اپنا گھر جلسہ کرنے کے لئے پیش کر دیا۔ چنانچہ موصوف کے گھر کے صحن میں ہی مکرم مولوی محمد اسمٰعیل دیال گڑھی صاحب اور مکرم گیانی واحد حسین صاحب مرحومین کی تقاریر کے بعد مکرم مولوی احمد خان نسیم صاحب مرحوم و مغفور حضرت سرورِ دو عالم رحمۃ العالمین ﷺ کی سیرت پر تقریر کر رہے تھے کہ گاؤں کی رانجھا قوم کا ایک جاہل مخالف ”متعلی بجانہ“ نام کا آدمی آیا اور باہر دروازہ پر کھڑا ہو کر لاٹھی سے دروازہ کھٹکھٹا کر بلند آواز میں بولا لاؤڈ سپیکر بند کر دو ورنہ میں اسے توڑ کر پھینک دوں گا۔ حاضرین میں کثیر تعداد جماعت احمدیہ ادرحمہ کی تھی۔ ہم چند نوجوان جوش میں آ کر اُٹھے کہ اِسے ہم جواب دیتے ہیں تو حضرت مولوی احمد خان نسیم صاحب نے ہمیں سختی سے کہا ہرگز نہیں، بیٹھے رہو! اور مائیک اپنے سامنے سے ہٹا کر گلوگیر آواز میں آنسو ضبط کرتے ہوئے فرمایا دیکھو! ہمارا بھی وہی جرم ہے جو سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تھا۔ وہ اللہ کا نام بلند فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی طرف بلاتے تھے اور اس جرم میں آنحضور ﷺ اور آپ کے متبعین کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں جنہیں پڑھ اور سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کے مخالفین کا جو انجام ہوا وہی انجام اس شخص کا ہوگا۔ آپ سب گواہ رہنا۔

متعلی بجانہ کی اس حرکت اور سپیکر بند کرانے کو بے عزتی سمجھ کر میاں محمد امین صاحب کے قبیلہ کے ایک بااثر آدمی میاں دوست محمد نے ہمیں کہا کہ یہ سامنے گلی کی دوسری طرف میری کھلی سی حویلی ہے آ کر لاؤڈ سپیکر لگا کر جلسہ کر لو! مگر پُر امن جماعت کے علماء کیسے پسند کر سکتے تھے کہ کشیدگی بڑھ کر فساد کی صورت اختیار کر لے۔ جلسہ کی تقاریر وہاں ان کی حویلی میں لاؤڈ سپیکر کے بغیر جاری رہیں۔

اب ”متعلی بجانہ“ پر خدائی گرفت ملاحظہ فرمائیے۔ اس واقعہ کے ایک دو مہینوں کے اندر ہی اس کے دو نوعمر پوتے باہر مویشیوں کے پاس سوئے ہوئے تھے کہ دشمنوں نے دونوں قتل کر دیئے۔ متعلی کے بیٹے (مقتولین جس کے جگر گوشے تھے) نے بدلہ میں دوسرے فریق کا بڑے کام کا آدمی قتل کر دیا۔ دونوں طرف سے مقدمہ چلتا رہا اور مویشیوں سے بھری ہوئی ”متعلی بجانہ“ مذکور کی حویلی خالی ہوگئی لکڑیوں کا بڑا سا واڑہ جس میں بھینسیں بند کرتا تھا خالی ہو گیا اور چارہ ڈالنے والی کھرلیاں خالی پڑی تھیں یا شائد کوئی ایک آدھ بھینس موجود تھی۔ سرِ بازار اس کی حویلی اور پیچھے رہائشی مکان تھے۔ گذرتے ہوئے خاموشی اور خالی حویلی اور سنسان گھر دیکھ کر فاعتبروا یا اولی الابصار زبان پر آجاتا تھا۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ مکرم زاہد مسعود صاحب احمدی کا ہے جو آج کل جرمنی میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے گاؤں مرولیانوالہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیش آیا، دیکھئے (زاہد مسعود نہایت

غریب سے گھرانے کا فرد تھا) کس طرح قادر وتوانا خدا کی غیرت اپنے ایک عاجز، بے کس اور بے بس بندے کے لئے جوش میں آئی۔ یہ واقعہ 1974ء کے فسادات کے دوران رونما ہوا۔ وہ سناتے ہیں کہ میرے احمدی ہونے کے جلد بعد جلسہ سالانہ 1983 میں جب میں انتہائی مخالفت کے باوجود ابھی مرولیانوالہ میں ہی تھا تو میری بیوی کو بھی جماعت احمدیہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس نے جلسہ سالانہ سے واپس آکر فوراً بیعت کا خط لکھ دیا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ فروری 1984ء میں اس کی بیعت کی منظوری کا خط آیا تو ڈاکیہ وہ خط بجائے ہمارے گھر دینے کے از راہِ شرارت وہاں کے مخالف مولوی حمید الدین کے پاس لے گیا۔ پھر کیا تھا۔ مولوی کے ہاتھ گویا سونے کی چڑیا آگئی۔ وہ پہلے ہی مخالفت میں ہر حربہ استعمال کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ جب اُسے یہ ثبوت مل گیا کہ اِس کی بیوی بھی احمدی ہوگئی ہے تو آسمان سر پر اُٹھا لیا سارے گاؤں میں اعلان کر دیا کہ ان کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے، ان سے لین دین اور بول چال بند۔ اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک رقعہ لکھ کر مجھے دھمکی دی کہ تم اور تمہاری بیوی اس رمضان المبارک میں (جو آگے مئی جون میں آرہا تھا) کے اندر اندر احمدیت سے تائب ہو جاؤ۔ ورنہ بیوی بچوں سمیت سخت ذلیل اور رسوا ہو جاؤ گے۔

قارئین گرامی! اس سے آگے زاہد مسعود کی زبانی سنیئے۔

’’رقعہ پڑھ کر میری جو حالت ہوئی خدا ہی جانتا ہے۔ اس وقت اور تو کچھ نہ سوجھا میں نے اُسی رقعہ کی دوسری طرف یہ الفاظ لکھ کر اُسے واپس بھجوا دیا کہ ’’اگر نعوذ باللہ میں اور میری بیوی غلط راستے پر ہیں تو بے شک اللہ ہمیں ذلیل و رسوا کرے۔ لیکن اگر ہم صحیح راستے پر ہیں اور تم جھوٹے ہو تو اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بدلے تم کو میری بیوی کے بدلے تمہاری بیوی کو اور میرے بچوں کے بدلے تمہارے بچوں کو وہی ذلت اور رسوائی نصیب ہو جو تم نے ہمارے لئے تجویز کی ہے۔‘‘

اس بے کس اور بے بس احمدی کے قلم سے یہ دعا ایسے درد اور اضطراب کے ساتھ نکلی کہ عرشِ الٰہی پر جا پہنچی اور عرش کے خدا نے اُسے قبول فرما کر اپنی قہری تقدیر جاری فرما دی۔ اس کی درد انگیز تفصیل زاہد مسعود صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔

’’جب رمضان المبارک آیا تو مولوی حمید الدین معاند کا لڑکا جو اپنے کسی اُستاد سے قرآن مجید پڑھ رہا تھا پڑھتے پڑھتے اچانک اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔ ٹیکسلا کے آئی ہسپتال لے جا کر اس کی آنکھوں کا اپریشن ہوا۔ کچھ دھندلی سی روشنی تو عود کر آئی مگر اصل بینائی واپس نہ آئی۔ اُسی رمضان میں مولوی حمید الدین کی بیوی کی انگلی پر ناسور سا نکل آیا۔ ہر قسم کے علاج معالجہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بیماری کا زہر آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ بازو کندھے سے کاٹ دیا گیا۔ اس کی بیوی نے اپنی آنکھوں کے سامنے بازو دفن ہوتے دیکھ لیا۔ خود مولوی مذکور پر غضبِ الٰہی کی لاٹھی یوں چلی کہ اُسی رمضان المبارک کے آخری روز جب وہ فجر کی نماز پڑھانے جا رہا تھا معمولی سی بارش کی پھسلن سے اچانک اس کا پاؤں پھسلا تو گرا اور گرتے ہی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آن کی آن میں مولوی حمید الدین پر یہ مصیبتوں کے پہاڑ اچانک کیوں ٹوٹ پڑے؟ وہ بھی ایک ماہ کے اندر اندر نہ صرف وہ خود ان کا نشانہ بنا بلکہ اس کی بیوی اور بیٹا بھی مصیبت میں گرفتار ہوگئے۔ یہ محض اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ حضرت مہدی پاک علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو خطرناک دھمکیاں دینے کے نتائج ہیں۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار ونزار

اورانی مھین من اراد اھانتک کے خدائی وعدہ کی صداقت کے شواہد ہیں۔

بقیہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

’’حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی بے حد قدر و قیمت آپؑ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت اماں جانؓ کا رکھتے تھے۔ اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے۔ مگر ایک بار مَیں نے دیکھا کہ جب آپؑ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جانؓ کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جانؓ بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔ کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نانی اماںؓ حضرت اماں جانؓ سے ناراض ہوگئی تھیں۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماںؓ غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ ’لڑکی (حضرت اماں جانؓ کو نانی اماں لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بے شک‘۔ وغیرہ وغیرہ۔

’’اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جانؓ کو اپنے آگے آگے لئے چلے آرہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جانؓ کے دونوں شانوں پر آپ کے دستِ مبارک ہیں اور حضرت اماں جانؓ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ آپؑ خاموشی سے اسی طرح حضرت اماں جانؓ کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جانؓ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی اماںؓ کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نانی اماںؓ نے حضرت اماں جانؓ کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہوگی جن کو ماؤں کی قدر نہیں۔ احمدی بچیو! اور بہنو! یہ نقشہ جو مَیں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنی چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے خدیجہ لقب پائے ہوئے بیوی، اماں جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔ تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ‘‘

(تحریراتِ مبارکہؓ، صفحہ 214-215)

زندگی اُس کے نام کر بیٹھے

ایک انتخاب

اُس کو مانا سلام کر بیٹھے
اُس کو اپنا امام کر بیٹھے

بادشاہوں سے ہے وہ افضل جو
خود کو اُس کا غلام کر بیٹھے

جو غلامِ غلامِ احمدؑ ہو
آگ خود پر حرام کر بیٹھے

زندگی مل گئی ہے جب سے ہمیں
زندگی اُس کے نام کر بیٹھے

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب)

مسجد بیت النور کیلگری ۔ زرّیں قربانیوں کا تذکرہ

شعبہ تدوین تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا

اس مضمون کی تاریخی تفصیلات مکرم چوہدری عبد الباری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کی تحریرات سے ماخوذ ہیں۔ جو ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اپنی طرف سے استفادۂ احباب کے لئے شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

مسجد بیت النور کیلگری کا ایک مختصر پس منظر

کیلگری میں دسمبر 1976ء میں 1122۔ 12 ایوینیو ساؤتھ ویسٹ پر نماز جمعہ کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ اس وقت جماعت کی مجموعی تعداد کم وبیش 30 ہو چکی تھی۔

کیلگری میں 10 اپریل 1977ء کو جماعت کی تنظیم قائم ہوئی جس میں صدر جماعت، قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے عہدیدار منتخب ہوئے اور نماز جمعہ کبھی کسی کے گھر اور کبھی کسی کے گھر پڑھی جاتی رہی۔

مارچ 1978ء میں ایک کمرشل آفس بلڈنگ میں 2 کمرے 422۔ 42 ایونیو ساؤتھ ایسٹ پر کرائے پر حاصل کئے گئے جہاں باقاعدگی سے روزانہ نمازوں کے علاوہ جمعہ کی نماز ادا کی جانے لگی۔ یہ جگہ جنوری 1979ء تک جماعت کے پاس رہی۔ اکتوبر 1978ء میں 439۔ 12 ایوینیو ساوتھ ایسٹ پر ایک مکان خریدا گیا۔ جو تیاری کے بعد جنوری 1979ء سے جماعت کے لئے نماز کا مرکز بنا رہا۔ اس میں نماز ظہر اور نماز جمعہ باقاعدگی سے شروع ہوگئی۔

پھر 1980ء میں 40 ایکڑ کا قطعہ اراضی کیلگری شہر کے جنوب میں اوکوٹوکس (Okotoks) میں خریدا گیا۔ اس میں ایک بڑا مکان بھی شامل تھا۔ اس مکان میں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع ہوئی اور شہر والی عمارت کرایہ پر دے دی گئی۔ اسی سال ایک آرکیٹیکٹ کی خدمات حاصل کی گئیں کہ وہ مسجد کو ڈیزائن کرے۔ اس نے ڈرائنگز drawings بنائیں مگر رقم نہ ہونے کے باعث یہ سارا منصوبہ تاخیر میں چلا گیا اور مسجد کی تمام ڈرائنگز ٹورانٹو مرکز میں محفوظ کروا دی گئیں۔ 1985ء میں 40 ایکڑ زمین کا یہ رقبہ بیچ دیا گیا اور نمازیں پھر شہر والے مکان میں ادا کی جانے لگیں۔

1987ء میں مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب صدر جماعت کیلگری کا 320 ایکڑ کا ایک فارم تھا، انہوں نے اس کے ایک کونے میں 144 ایونیو اور 15 سٹریٹ نارتھ ایسٹ پر مسجد بنانے کی درخواست دی۔ چونکہ اس زمین پر جانے کے لئے 15 سٹریٹ پر ریلوے ٹریک آتا تھا۔ جہاں کچھ حفاظتی مسائل تھے۔ راکی ویو کاونٹی نے حفاظتی تحفظات کی وجہ سے مسجد بنانے کی اجازت مشروط کردی کہ اگر سی۔ پی۔ ریلوے لائن پر جماعت خود کار قمقمے لگوا دے تو پھر مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ مگر اس وقت جماعت میں اتنی رقم مہیا نہیں کرسکتی تھی۔ لہٰذا یہ منصوبہ بھی چھوڑنا پڑا۔

1988ء میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے 90 مشن روڈ پر واقع ایک عمارت جس میں 2 علیحدہ مکانات بھی تھے خریدی گئی جو اس وقت جماعت کیلگری کی ضرورت سے کہیں زیادہ تھی۔ 1989ء میں چوہدری محمد الیاس صاحب صدر جماعت کیلگری نے اپنے فارم رقبہ 320 ایکڑ میں سے 153 ایکڑ زمین جماعت کو تحفۃً پیش کردی۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کینیڈا تشریف لائے تو چوہدری محمد الیاس صاحب نے جماعت کو کیلگری میں مسجد کی تعمیر کے لئے (ہائی وے پر واقع) ایک اور 8.5 ایکڑ قطعہ زمین پیش کیا۔ 1994ء سے لے کر 2000 تک محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب، ملک خالد محمود صاحب، سلطان محمود صاحب، چوہدری رحمت علی صاحب اور مرزا محی الدین صاحب نے اس قطعہ زمین پر مسجد تعمیر کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کیں مگر ملکی قوانین وغیرہ کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی۔

مسجد بیت النور کیلگری

2000ء کے آخر میں محترم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کیلگری جماعت کو لکھا کہ مسجد کے لئے کوئی اور جگہ دیکھی جائے یا فی الوقت کوئی بڑی بلڈنگ خرید لی جائے جو جماعت کے کام آسکے۔ اس کی تعمیل میں مقامی جماعت نے رچمنڈ ہِل (Richmond Hill) کے علاقہ میں 10 ایکڑ کا رقبہ دیکھا جس میں دو بڑے ہال بھی تھے۔ اس جگہ کی خرید کے لئے مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب نے ایک ملین ڈالرز کا چیک بھی پیش کیا مگر تخمینہ سے معلوم ہوا کہ ان دو ہالوں کی مرمّت وتزئین کے لئے بہت رقم درکار تھی۔ اس لئے یہ سودا بھی طے نہ ہوسکا اور وہ ایک ملین کا چیک بھی قبول نہ کیا گیا۔

اس کے علاوہ بھی 23 ایونیو۔ 22 سٹریٹ نارتھ ایسٹ پر ایک بلڈنگ نیز ڈیئر فٹ ٹریل (Deer Foot Trail)، 55 ایوینیو نارتھ ایسٹ، 34 ایونیو اور 34 سٹریٹ نارتھ ایسٹ کیلگری میں کئی عمارتیں دیکھی گئیں مگر کسی جگہ کو مناسب نہ پایا۔ اس کے بعد مکرم خادم حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ کیلگری کی سربراہی میں تمام مجلس عاملہ کے ممبران پر مشتمل کمیٹی کو اگست 2001ء میں موجودہ جگہ 4353۔ 54 ایونیو دکھائی گئی جسے اس کمیٹی نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ یہ تجویز مرکز کینیڈا میں بھجوا دی۔ اس پر مرکز کینیڈا کا ارشاد موصول ہوا کہ اگر اس زمین کی کل قیمت کیلگری جماعت ادا کرے یعنی نو لاکھ ترّپن ہزار (9,53000) ڈالرز تو یہ سودا منظور ہے۔ جماعت احمدیہ کیلگری نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس شرط کو قبول کرلیا۔ الحمد للہ کہ مرکز کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ نے بھی اس منصوبہ کی منظوری عطا فرمائی۔ کیلگری جماعت نے فنڈ جمع کرنے کے لئے کوشش شروع کردی اور اس مہم کے لئے مجلس عاملہ کا خصوصی اجلاس بلایا گیا۔ الحمد للہ کہ مجلس عاملہ ہی نے 16 لاکھ ڈالرز کے وعدے لکھوا دیئے۔ 2002ء کے جلسہ ویسٹرن کینیڈا کے موقع پر کیلگری میں جماعت کے سامنے جامع طور پر مسجد کا منصوبہ پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اس موقع پر جو جانفزا، ایمان افروز اور روح

پرور واقعات مشاہدہ میں آئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرونِ اولیٰ میں پیش کی گئی قربانیوں کے واضح رنگ لئے ہوئے تھے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کسی کے پانچ ڈالر میں یا پانچ لاکھ ڈالر میں سے کس کا اجر زیادہ ہے۔یہ سارا کام نیتوں کا اور اپنے اپنے حالات کا ہے۔مگر کیلگری کے ہر فردِ جماعت نے دل کھول کر مسجد کی تعمیر کے لئے قربانیاں پیش کیں۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی قربانی کا بے حساب اجر عطا فرمائے۔آمین

جلسہ سالانہ کے دوران مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ لوگ اپنے اپنے وعدہ جات لکھ بھیجیں۔چنانچہ تمام احباب کو کاغذ اور پنسلیں مہیا کر دی گئیں۔اس موقع پر ایک بنگالی خاتون نے لکھا: میرے پاس صرف پانچ ہزار ڈالر ہیں جو میں نے اپنے کفن دفن کے لئے رکھے ہوئے ہیں، یہ رقم پیش کرتی ہوں۔اس کے بعد وعدوں کا ایسا تسلسل قائم ہوا کہ اس تقریب میں ہی دو ملین ڈالر کے قریب وعدہ جات موصول ہوگئے۔یہ تحریک جاری تھی کہ ایک دوست نے پوچھا کہ کیا ایسا انتظام ہو سکتا ہے کہ وہ لجنہ ہال میں اپنی بیوی سے بات کر سکیں۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ دو لاکھ کا وعدہ پیش کر رہے تھے مگر مکرم امیر صاحب کو ان سے اڑھائی لاکھ کی توقع تھی۔اور اس معاملہ میں وہ بیوی سے بات کرنا چاہتے تھے۔فون پر ان کا بیوی سے رابطہ کروایا گیا تو بیوی کا جواب تھا: جب جماعت کو آپ سے اڑھائی لاکھ کی توقع ہے تو پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں، جائیں اور امیر صاحب کو ہاں کر دیں۔الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے انہیں اڑھائی لاکھ ادا کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔

ایک اور دوست امیر صاحب سے ملاقات کے بعد بہت خوش نظر آرہے تھے اور مسکرا رہے تھے۔پوچھنے پر کہنے لگے: ایک لاکھ ڈالر بچ گیا ہے۔پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگے میں مکرم امیر صاحب سے ملا تھا۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ ایک لاکھ دو جب کہ میرا ارادہ تھا کہ اگر وہ مجھ سے پوچھیں گے تو میں دو لاکھ کا وعدہ کروں گا لہٰذا ایک لاکھ بچ گیا۔(اس بچے ہوئے ایک لاکھ میں سے کس طرح انہوں نے پیش کئے اس کا ذکر آخر پر آئے گا۔) اور مقامی وعدہ جات پر کیلگری میں وصولی کا کام شروع کیا گیا جو اپریل 2006ء تک جاری رہا۔اپریل 2006ء میں مکرم امیر صاحب کیلگری تشریف لائے اور کیلگری کی تینوں مقامی جماعتوں کے صدران، ان کی عاملہ نیز مجلس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی مجالس عاملہ کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔اس میں مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ ہمارے پاس رقوم اتنی نہیں کہ یہ وسیع عمارت بن سکے اس لئے یا تو اس کا کچھ حصہ فی الوقت رہنے دیں یا مزید رقم کا انتظام کریں۔آپ نے لوگوں کو دعوت دی کہ سٹیج پر آکر اس سلسلہ میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔چنانچہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے صاحب آتے گئے اور اظہار کرتے گئے۔ان میں سے کوئی بھی اس بات پر راضی نہ ہوا کہ پراجیکٹ چھوٹا کر دیا جائے۔پھر چند فدائی ایسے بھی آئے انہوں نے کہا ہمیں بڑی مسجد کی ضرورت ہے ہم اپنے مکان بیچ دیں گے، کاریں بیچ دیں گے جو زمینیں خرید کی ہوئی ہیں ہم وہ سب فروخت کر دیں گے۔آپ ہم سے اور کیا چاہتے ہیں ہم حاضر ہیں۔ہم تو ان عظیم لوگوں کے نقشِ قدم پر ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے عرض کرتے تھے کہ تیرے آگے بھی لڑیں گے اور تیرے پیچھے بھی لڑیں گے۔پس آج ہم یہ عزم رکھتے ہیں کہ ہم اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک مسجد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ جاتی۔اس پر مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ اب مسجد بن گئی الحمد للہ۔نعرہ تکبیر بلند ہوا اور سب نے اللہ اکبر کہا۔اور یہ کاروانِ مسجد رواں دواں ہوگیا۔

پھر کیا ہوا کہ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ مسیح محمدی کے ایک فدائی نے مکان بیچ کر 90 ہزار ڈالر چندہ دے دیا اور خود ایک بیس منٹ (Basement) میں کرایہ پر مقیم ہوگیا۔اس سے اگلے ہفتے ایک اور نے مکان بیچ کر 35 ہزار ڈالر پیش کر دیئے۔پھر ایک اور نے مکان پر ایک لاکھ کی مارگیج لے کر ساری رقم مسجد فنڈ میں ادا کر دی۔ایک اور اٹھا اور 75 ہزار کا قرض مکان پر لے کر مسجد فنڈ میں دے دیا۔ایک اور نے 65 ہزار ڈالر کی مارگیج مکان پر لے کر چندہ دے دیا۔ایک اور پارٹی آئی جس نے ایک لاکھ ڈالر اپنی زمین بیچ کر خدا کی راہ میں رقم پیش کر دی۔پھر کاریں فروخت ہونی شروع ہوگئیں۔مالی قربانیوں کا ایک عجیب سماں بندھ گیا۔مردوں کے شانہ بشانہ خواتین بھی ڈھیروں زیور لے کر خدا کی راہ میں دینے کے لئے آگئیں۔اس زیور کے باقاعدہ اندراج کے بعد یہ زیورات مکرمہ زکیہ ثروت صاحبہ مرحومہ کو دئے جاتے اور وہ سناروں سے قیمت لگوا کر جماعت میں زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کا انتظام کرتیں۔وہ بہت محبت اور اخلاص کے ساتھ یہ فریضہ ادا کرتی رہیں۔خدا تعالیٰ نے انہیں مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب تو دکھا دی۔مگر وہ مارچ 2006ء میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں اور مسجد کی تکمیل اور اس کا افتتاح نہ دیکھ پائیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔ان کے بعد یہ کام مکرمہ بشریٰ باجوہ صاحبہ کے سپرد ہوا جنہوں نے بہت محنت اور محبت سے یہ کام سنبھالا اور وہ آج تک یہ فریضہ ادا کر رہی ہیں۔

بہت سی بہنوں نے کئی کئی سیٹ پیش کئے اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ خود ہی خرید کیا اور پھر دوبارہ پیش کیا اور پھر سہ بارہ بھی خرید کر خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔ایک بہن نے پوچھا کہ سب سے زیادہ سونا یا سونے کے سیٹ کس نے دیئے ہیں۔انہیں بتایا گیا کہ پیس ولیج کی ایک لڑکی نے 11 سیٹ سونے کے پیش کئے ہیں۔وہ پوچھ کر گھر چلی گئیں اور اگلے روز سونے کے اچھے وزنی 12 سیٹ لا کر پیش کر دیئے کہ مسجد تو کیلگری میں بنے اور بازی دوسرے شہروں کے مخلصین لے جائیں؟ یہ وہ قربانیوں کی داستانیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحابہؓ کے نقشِ قدم پر جماعت احمدیہ میں پیش ہو رہی ہیں۔

مسجد بیت النور کی تعمیر کے اخراجات کی بنیادی ذمہ داری چونکہ کیلگری جماعت کی تھی لہٰذا کیلگری میں تقریباً ہر فرد نے حصہ لیا۔اور سب سے زیادہ چندہ اس مسجد میں دینے والے کیلگری کے مخلصین ہی تھے۔ان قربانی کرنے والوں میں ایک 5 لاکھ ڈالر دینے والے، کئی چوتھائی ملین دینے والے، بہت سے ایک لاکھ دینے والے، بیسیوں 50 ہزار دینے والے اور درجنوں 25 ہزار دینے والے تھے اور پانچ اور دس ہزار والے تو تقریباً سبھی تھے۔کیلگری جماعت نے مجموعی طور پر 7 سے 8 ملین ڈالر خدا کے اس گھر کے لئے دیا۔یہ ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے بہت گرانقدر اور عظیم قربانی تھی۔

اس موقع پر بعض سکھ دوستوں کو بھی نہیں بھلایا جا سکتا جنہوں نے 5 ہزار ڈالرز پیش کئے۔ایک سکھ دوست نے 34 ہزار ڈالر کا نیا فرنیچر اس مسجد کے لئے لے کر دیا۔اسی طرح ایک غیر احمدی دوست نے 10 ہزار ڈالر کا عطیہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کی قربانی کو قبول فرمائے۔

جب مسجد کے لئے چندے کی تحریک ہوئی تو شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والی ایک بہن مکرمہ ریحانہ ملک صاحبہ مرحومہ نے اپنے دو سونے کے کنگن اتار کر دیئے کہ ان کو مسجد میں بطور چندہ پیش کر دیں۔اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مسجد کے لئے نقد رقم دیتیں تو کہتیں کہ ہماری جماعت میں چندہ دینے سے انہیں پوری تسلی ہوتی ہے کہ یہ رقم مناسب جگہ خرچ ہوگی۔اس طرح انہوں نے کئی ہزار ڈالر مسجد میں چندہ ادا کیا۔فجزاھا اللہ تعالیٰ اور جب مسجد کا افتتاح

ہوا تو وہ اپنے واکر کے سہارے مسجد کی افتتاحی تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائیں۔مسجد بننے کے بعد بھی وہ مسجد فنڈ میں چندہ ادا کرتی رہیں اور جو 17 ستمبر 2013ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔کئی غیر از جماعت لوگوں کو بھی یہ یقین ہے کہ ہمارا مالی نظام خدا کے فضل سے اس مال کا امین ہوتا ہے۔الحمدللہ۔

انتہائی ناشکرگزاری ہوگی اگر دل کی گہرائیوں سے اس کمپنی کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جو مسجد بیت النور کی تعمیر کے دوران سب سے زیادہ معاون و مددگار رہی۔یہ کمپنی ایلفا سٹیل بلڈرز والے تھے۔ اس کمپنی کو سٹیل سٹرکچر کا ٹھیکہ دیا گیا تھا جو انہوں نے نہ صرف بخوبی سرانجام دیا بلکہ بہت سے زائد کام بھی بغیر کسی معاوضہ کے درست کئے۔کیلگری مسجد کا گنبد(جو کہ 33 فٹ اونچا اور 30 فٹ چوڑا ہے)اس کمپنی کے کنٹریکٹ میں شامل نہیں تھا جو انہوں نے بنا کر تحفتاً پیش کیا۔پھر خود ایک خاص نوعیت کے ٹرک کے ذریعہ جس کے آگے اور پیچھے بھی اس گنبد کے وسیع حجم کے باعث ٹرانسپورٹ کرنے کے دوران ہنگامی یا آگاہی قمقموں والے ٹرک تھے ،مسجد تک پہنچایا۔اس گنبد کا جو فولادی ڈھانچہ تھا اس کی لاگت کم و بیش 70 ہزار ڈالر تھی۔اس کے علاوہ بھی کوئی تبدیلی درپیش ہوتی تو یہ کمپنی اسے چوہدری نصیر احمد صاحب انچارج مسجد پروجیکٹ کے ارشاد کی تعمیل کو اولین فوقیت دیتے ہوئے مکمل کر دیتی۔انہوں نے یہ سارے کام رضاکارانہ طور پر سرانجام دیئے۔مجموعی طور پر اس کمپنی نے تقریباً اڑھائی لاکھ ڈالر کا فائدہ جماعت کو پہنچایا۔ایلفا سٹیل کمپنی نے 40 ہزار ڈالر کی ایک نئی Bob Cat اور 17 ہزار ڈالر کی Elev ator بھی مسجد مکمل ہونے کے بعد بطور تحفہ کیلگری جماعت کو دیئے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کے کاروبار میں بےحد برکتیں ڈالے۔آمین

ماہ جون 2006ء میں مکرم امیر صاحب کیلگری تشریف لائے اور ایک نئی مسجد کمیٹی ترتیب دی جس کے مندرجہ ذیل اراکین تھے:

(1)۔مکرم سلمان خالد صاحب صدر کمیٹی،(2)۔مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب نائب صدر،(3)۔مکرم سلطان محمود صاحب صدر نارتھ ویسٹ۔رکن،(4)۔مکرم نعیم بشیر صاحب صدر نارتھ ایسٹ۔رکن،(5)۔مکرم کلیم احمد صاحب صدر ساؤتھ۔رکن(6)۔مکرم چوہدری عبدالباری صاحب۔رکن

اسی سال کے آخر میں الیکشن ہوا اور کیلگری ساؤتھ کے صدر مکرم امتیاز احمد صاحب بن گئے لہٰذا وہ بھی اس کمیٹی کے ممبر رکن ہو گئے اور مکرم کلیم احمد صاحب بطور سیکرٹری کام کرتے رہے۔اس کمیٹی کے اراکین کی جو میٹنگ مکرم سلمان خالد صاحب کے گھر پر ہوئی اس میں مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے بہت دعا اور سوچ بچار کے بعد مکرم عبدالباری صاحب کو مسجد فنڈ کی وصولی کا انچارج بنایا ہے اگر کسی دوست کو کچھ کہنا ہے تو ابھی بتا دے۔اس نیشنل پراجیکٹ کے لئے ملک کے طول وعرض میں جانا ہوگا اور دوستوں سے مل کر فنڈز اکٹھے کرنے ہوں گے۔

7 جون 2006ء کو محترم امیر صاحب نے کینیڈا کی تمام جماعتوں کو ایک سرکلر جاری کیا کہ مکرم عبدالباری صاحب کو بیت النور مسجد کے لئے رقوم کی وصولی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔لہٰذا تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ ان سے تعاون کریں اور جو سہولت میسر ہو انہیں بہم پہنچائیں۔

2007ء میں محترم امیر صاحب کینیڈا کیلگری تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کے پاس صرف تین دن ہیں ۔پھر انہیں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں واپس ٹورانٹو جانا ہے۔اور ان تین دنوں میں اس مسجد کے لئے انہیں ایک ملین ڈالر وصولی چاہئے ۔ہماری چھوٹی سی جماعت کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج تھا جب کہ لوگ ساتھ ساتھ باقاعدہ ادائیگی بھی کر رہے تھے۔کیلگری والوں نے مکرم امیر صاحب کا ملین ڈالر کا چیلنج قبول کر لیا۔اور اس چیلنج کو پورا کرنے میں بڑے بڑے مخلصین نے فدائیت کا نمونہ پیش کیا۔خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو اس سمت بڑھنے کی توفیق دی اور ہر چھوٹا ،بڑا،امیر،غریب اس ملین کو پورا کرنے کے لئے ایسے شامل ہو رہا تھا جیسے وقت ان کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہو۔تین روز قیام کے بعد جب مکرم امیر صاحب جانے لگے تو ہمارے پاس ان کو ائر پورٹ پر چھوڑتے وقت 99 لاکھ پچاس ہزار ڈالر ہو چکے تھے۔ محترم امیر صاحب فرمانے لگے: ماشاءاللہ خوب کوشش کی ہے اور صرف 50 ہزار ڈالر کی کمی رہی ہے ورنہ ٹارگٹ پورا ہو جاتا۔مکرم امیر صاحب نے جہاز پر جانے کے لئے چیک اِن کروانا شروع کیا اور مسجد کمیٹی کے اراکین نے ائر پورٹ سے کچھ لوگوں کو فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی۔حقیقت یہ ہے کہ سب اتنا دے چکے تھے کہ ان سے مزید سوال کرنا بہت مشکل لگتا تھا۔ایک دوست کو فون کیا گیا کہ آپ کا 70 ہزار تو آ چکا ہے۔جب کہ اس وقت مزید 30 ہزار آپ کی طرف سے توقع ہے۔اس نے ہاں میں جواب دے دیا کہ آ کر چیک لے جائیں۔ایک دوسرے دوست نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے دوست سے کہا کہ ہمیں 15 ہزار ڈالر کی فوری ضرورت ہے۔ساتھ بیٹھے ہوئے دوست نے پوری توجہ نہ دی اور ہوں ہاں کر دی۔پہلا دوست کہنے لگا: جو میں کہہ رہا ہوں آپ نے سنا ہے؟ دوسرے نے جواباً کہا:نہیں میں کہیں اور تھا۔پہلے نے سوال دوہرایا تو دوسرا کہنے لگا: اچھا 15 ہزار ڈالر والی بات؟تو چلو پھر میں دے دیتا ہوں اور انہوں نے 15 ہزار ڈالر کی ادائیگی کر دی۔تیسرے دوست کو فون کیا کہ نو لاکھ پچاس ہزار ڈالر تو ہو گئے ہیں مگر ہم ملین کو کراس کرنا چاہتے ہیں۔ہمیں 10 ہزار کی ضرورت ہے اور ہمیں پتہ ہے کہ آپ پہلے ہی بہت بڑی قربانی کر چکے ہیں۔تیسرے دوست نے کہا منظور ہے 10 ہزار ڈالر کا چیک لے جائیں۔اس وقت تک مکرم امیر صاحب ائر ٹرمینل پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو فون کر کے ان چند منٹوں میں جو کوشش کی گئی تھی، انہیں بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے فلاں فلاں نے اتنی اتنی رقم آج ادا کرنے کا کہہ دیا ہے۔مکرم امیر صاحب نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔پہلے کبھی اتنے مختصر وقت میں اتنی بڑی مالی قربانی کا مظاہرہ نہیں دیکھا گیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کینیڈا کی دوسری جماعتوں کی طرح یہاں کیلگری جماعت میں بھی بڑے کھلے دل والے مخلصین عطا کئے ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کے مال و جان میں برکت ڈالے۔آمین

وینکوور جماعت

وینکوور میں سب سے پہلے ریجنل امیر مکرم چوہدری محمد اسلم شاد صاحب،مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ،صدران مکرم افضل محمود صاحب،مکرم خضر احمد صاحب اور مکرم رضوان پیرزادہ صاحب نے چالیس ہزار ڈالر سے زائد رقم ادا کر دی۔اس کے بعد ٹیم کی شکل میں جب احبابِ جماعت سے ملا گیا تو وینکوور جماعت نے مجموعی طور پر چار لاکھ اٹھہتر ہزار ڈالر کی مالی قربانی پیش کی۔

ایک شب تقریباً پونے ایک بجے ایک بہن کا فون آیا کہ میں سارا دن آپ لوگوں کا انتظار کرتی رہی آپ میرے قریب کے گھروں سے ہو کر چلے گئے اور میں رقم لے کر بیٹھی رہی۔جب یہ فون آیا، آدھی رات گزر چکی تھی اور ٹیم کے اراکین اس وقت دور کے علاقہ میں تھے۔لیکن اس مخلصہ کے جذبہ وشوقِ قربانی کو دیکھ کر اسی وقت اس کے گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد اس کے گھر پہنچے اور اس مخلص بہن نے ایک

معقول رقم مسجد فنڈ میں ادا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

ایڈمنٹن جماعت

یہاں کے احباب جماعت نے بہت اخلاص کے ساتھ مزید وعدہ جات کے علاوہ تقریباً 80 ہزار ڈالر مسجد بیت النور کے لئے پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس کارِ خیر میں مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ نے بھی خاص تگ و دو فرمائی۔

سیسکاٹون جماعت

اسی طرح سیسکاٹون کے صدر جماعت مکرم تنویر احمد شاہ صاحب کے تعاون سے جماعت سیسکاٹون نے ایک معقول رقم پیش کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے جان و مال میں برکت ڈالے۔

ٹورانٹو جماعت

مسجد فنڈ کے لئے ٹورانٹو میں ایک ٹیم تشکیل دی گئی جس کے چار ممبر تھے۔ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، میاں رضوان مسعود صاحب، ملک خالد محمود صاحب اور مکرم چوہدری عبد الباری صاحب۔

دن کے وقت فہرستیں تیار کی جاتیں پھر لوگوں کو فون کر کے وقت مقرر کیا جاتا۔ شام کو یہ ٹیم لوگوں سے جا کر ملتی اور روزانہ کی اوسط رقم ایک لاکھ ڈالر کے قریب جمع ہو جاتی۔ کبھی کوئی دن ایسا بھی ہوتا کہ ایک لاکھ والا ایک آدمی ہی مل جاتا اور کبھی چھوٹی چھوٹی رقمیں اکٹھا کرتے کرتے بہت سے لوگوں سے ملتے۔ ہر گھر تو پہنچنا ممکن نہیں تھا بلکہ ضرورت بھی نہ پیش آئی کیونکہ مسیح محمدی کے فدائی مخلصین خود آ آ کر ادائیگی کر رہے تھے۔ الحمدللہ

وان جماعت

2007ء میں مکرم ملک لال خاں صاحب جماعت احمدیہ کینیڈا کے امیر منتخب ہوئے۔ ایک دن ایک دوست کا رات دس بجے مکرم عبدالباری صاحب کو فون آیا کہ کل صبح محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت کینیڈا کو انہوں نے اپنے گھر ناشتہ پر بلایا ہے، وہ بھی آجائیں۔ انہوں نے کہا کہ ناشتہ پر آنے جانے اور ناشتہ کرنے میں ان کے دو گھنٹے صرف ہوں گے اور ان کا ایک گھنٹہ دس ہزار ڈالر کا ہے۔ اگر 20 ہزار ڈالر مسجد فنڈ میں دے دیں تو وہ آسکتے ہیں ورنہ آنا مشکل ہے۔ انہوں نے یہ سن کر کہا کہ وہ پھر فون کریں گے۔ آدھے گھنٹے بعد ان کا فون دوبارہ آیا کہ چلو ناشتہ تو کرنے آئیں مگر ادھر مکرم عبدالباری صاحب اپنی شرط پر قائم رہے اور بات ختم ہو گئی۔ 11 بجے رات ان کا پھر فون آیا کہ ٹھیک ہے انہیں منظور ہے۔ وہ ناشتہ پر آجائیں گے۔ صبح 9 بجے وہ ان کے درِ دولت پر پہنچے۔ مکرم امیر صاحب کے ساتھ ناشتہ بھی کیا اور ناشتے کے بعد 20 ہزار ڈالر بھی پیش کئے۔

وان جماعت ہی میں ٹیم جماعت کے صدر مکرم چوہدری عزیز اللہ صاحب کے ہمراہ ایک گھر گئی۔ گھر کی گھنٹی بجائی۔ اندر سے ایک خوش باش آدمی نے دروازہ کھولا اور اندر بلا کر عزت و احترام سے بٹھایا۔ انہوں نے چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ مشنری انچارج محترم مولانا نسیم مہدی صاحب نے آنے کی غرض بتائی۔ 20 منٹ کی ملاقات کے بعد گھر والے نے پچاس ہزار ڈالر کا چیک پیش کیا اور درخواست کی کہ 15 منٹ اور بیٹھ جائیں۔ بہرحال چند لمحے مزید بیٹھ کر جب اٹھنے لگے تو اس دوست نے ایک اور 25 ہزار کا چیک پیش کیا اور دعا کی درخواست کی۔ دروازے سے نکلتے ہوئے اس دوست سے کہا گیا کہ دیکھیں لاکھ لاکھ ہی ہوتا ہے اور 75 ہزار 75 ہزار ہی ہوتا ہے۔ وہ مسکرائے اور ایک اور چیک 25 ہزار ڈالر کا دے کر رقم کو پورا لاکھ کر دیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص فدائیوں کو اپنی جناب سے مالی فراخی عطا فرمائے۔

وان جماعت ہی میں ایک اور گھر والوں نے نہایت ہی خوبصورت طریقے سے بھاری بھرکم زیور پیش کیا۔ جس میں بڑے بڑے کڑے اور بڑی بڑی چوڑیاں وغیرہ سب کچھ اتنی تعداد میں تھا کہ وہ خوبصورت چاندی کا تھال بھرا پڑا تھا۔ جس نفاست سے وہ تھال پیش کیا گیا، وہ زبانِ حال سے بول رہا تھا کہ انہوں نے زیور نہیں، اپنا دل اس تھال میں رکھ کر پیش کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا خوبصورت ادائے قربانی تھی جو صحابہؓ کی قربانیوں کی یاد دلاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے کہ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔ اللہ تعالیٰ ان فدائیوں کے مال و جان میں برکت ڈالے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ان کی اولادوں کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق بھی مل رہی ہے۔ اللھم زد فزد۔

پیس ولیج جماعت

ایک بچی جس کی ابھی تھوڑا عرصہ پہلے شادی ہوئی تھی۔ اسے مسجد فنڈ کے لئے تحریک کی گئی تو اس نے 11 سونے کے سیٹ اس مسجد فنڈ میں پیش کر دیئے۔ اصرار کیا گیا کہ ایک آدھ سیٹ تو اپنے پہننے کے لئے رکھ لیں مگر اس نے اس تمام زیور کو خدا کی راہ میں پیش کر دیا۔

پیس ولیج کے ایک دوست نے 75 ہزار ڈالر کی گرانقدر رقم مسجد فنڈ میں دی۔ ایک روز رات گئے ان کی اس قربانی پر ان کا شکریہ ادا کیا گیا تو انہوں نے اصرار کیا کہ چندہ اکٹھا کرنے والی پوری ٹیم اپنے گھروں میں جانے سے پہلے ان کے گھر چائے پی کر جائے۔ چنانچہ وہ ساڑھے بارہ بجے ان کے گھر پہنچے۔ ٹیم نے چائے بھی پی اور انہوں نے از خود بغیر تحریک کے مزید 20 ہزار کا چیک پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو برکتوں سے بھر دے اور دنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین

مسی ساگا جماعت

یہاں ایک نو بیاہتا جوڑے نے اپنا کئی سیٹوں پر مشتمل زیور پیش کیا اور اپنی نئی ٹیوٹا ایم۔ ڈی۔ ایکس کار کی چابی بھی پیش کر دی کہ یہ بھی مسجد فنڈ میں قبول کریں اور ساتھ 10 ہزار ڈالر کا چیک بھی جماعت کی خدمت میں پیش کیا۔

مسی ساگا جماعت کی ایک اور مخلصہ نے عرض کی کہ وہ 25 ہزار ڈالر کا چیک پیش کرنا چاہتی ہیں مگر چیک بک مل نہیں رہی۔ گھر والوں نے سارا گھر چھان مارا مگر چیک بک نہ ملی۔ وہ بہت پریشان تھیں۔ چنانچہ وہ دلی معذرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ کل صبح وہ 25 ہزار کا سرٹیفائیڈ چیک پہنچا دیں گی۔ اگلے دن صبح نو بجے انہوں نے وہ رقم جماعت کو پہنچا دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔

بریمپٹن جماعت

یہاں کے ایک تاجر دوست کے گھر جانا ہوا۔ اسی روز انہیں اپنے کاروبار سے 30 ہزار ڈالر کا چیک ملا تھا۔ ان سے مسجد کے لئے چندہ کی درخواست کی گئی تو انہوں نے 30 ہزار ڈالر ہی کا چیک بڑی محبت اور خلوص سے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پیش کیا۔ کیسے مخلص دوست ہیں کہ خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین

اسی جماعت کے ایک بے تکلف دوست مکرم محمد ادریس کھوکھر صاحب مرحوم کے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں عرض کی گئی کہ وہ 5 ہزار ڈالر کا چیک جماعت کے نام لکھ کر اپنے دروازے میں کھڑے ہوں۔ دو منٹ بعد وہ چیک ان سے وصول کر لیا جائے گا۔ چنانچہ حسبِ فرمائش وہ 5 ہزار ڈالر کا چیک ہاتھ میں لئے دروازہ کے باہر ہی کھڑے تھے۔ ان کے پرزور اصرار پر ان کے

ہاں چائے بھی نوش کی۔اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اوران کے درجات بلند فرمائے۔

ریکس ڈیل جماعت

ایک دوست نے اپنے گھر میں بالکل نیا فرنیچر منگوایا تھا جو ابھی ایک دن پہلے ہی ڈیلیور ہوا تھا۔انہیں مسجد فنڈ کی تحریک کی گئی تو کہنے لگے اگر اس فرنیچر کی ضرورت ہے تو یہ لے جائیں یا اس کے برابر دس ہزار ڈالر لے جائیں یا دونوں چیزیں لے جائیں۔ جان ومال وآبرو حاضر ہیں تیری راہ میں۔اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے مخلص خدام جماعت کو عطا فرمائے ہیں۔ان سے دس ہزار ڈالر وصول کرلیا گیا۔الحمد للہ ثم الحمد للہ

ویسٹن۔ازلنگٹن جماعت

اس جماعت میں جو قربانی کا مظاہرہ ہوا، وہ بھی بے مثال تھا۔یہ جماعت زیادہ تر ایک ہی بلڈنگ میں ہے جس میں بہت سے احمدی احباب اپارٹمنٹ کی ملکیت رکھتے ہیں۔اس کے کمیونٹی سنٹر میں ایک اجلاس بلایا گیا۔جس میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے تقریر کی اور آخر میں اعلان کیا کہ ٹیم ہر منزل پر جائے گی اور دروازوں کے آگے سے گزرے گی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں جو بھی دیا ہوا ہے، اس کے مطابق ہر گھر اس کارِ خیر میں شامل ہو۔پھر کیا دیکھا کہ ہر منزل پر بچے اپنے دروازے کے سامنے زیور کی تھیلی یا لفافے لے کر کھڑے ہیں۔ٹیم دروازوں کے سامنے سے گزر رہی ہے اور ان لفافوں کو وصول کر رہی ہے۔ایک گھر کے سامنے سے گزرے تو گھر والا جذباتی ہو کر مصر ہوا کہ چند منٹ کے لئے اس کے گھر کے اندر آئیں۔ٹیم کے سامنے اپنی مالی حالت بیان کی کہ یہ اس کا چیکنگ اکاؤنٹ ہے، یہ سیونگ اکاؤنٹ ہے اور یہ کریڈٹ لائن ہے۔ان میں جتنا بھی ہے وہ پیش خدمت ہے۔یہ کئی ہزار ڈالر کا چیک تھا جو اس نے پیش کیا اور اپنا اکاؤنٹ دنیاوی لحاظ سے صفر کر دیا۔اللہ تعالیٰ اس کے اکاؤنٹ کو ہمیشہ بھرا رکھے آمین۔

ڈرہم جماعت

اس جماعت میں ایک گھر گئے۔گھر والوں نے چندہ لینے والی ٹیم کا بڑی محبت سے استقبال کیا اور دوپہر کا کھانا بھی پیش کیا۔مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب نے انہیں مسجد کے بارہ میں بتایا۔اٹھتے وقت گھر والوں نے دعا کے لئے درخواست کی اور 50 ہزار ڈالر کا چیک مسجد کے لئے پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین

آٹوا ہ جماعت

آٹوا ہ میں مسجد کیلگری کے لئے چندہ وصول کرنے والی ٹیم میں مکرم عبد الباری صاحب کے ہمراہ محترم مولانا محمد طارق اسلام صاحب مرحوم مربی سلسلہ اور مکرم محمد اشرف سیال صاحب بھی تھے۔ایک دن یہ ٹیم ایک دوست کے گھر گئی انہوں نے بڑی چاہت اور محبت سے بٹھایا اور ضیافت کی۔انہوں نے تقریباً 60 ہزار ڈالر کا چیک پیش کیا اور پھر دوسرا چیک 5 ہزار ڈالر کا پیش کیا اور کہا کہ مرکزی نمائندے کا شکریہ کہ وہ ان کے گھر آئے۔کیسا خوبصورت انداز ہے قربانی پیش کرنے کا! اور یہ احساس کہ جو لوگ سلسلہ کی خدمت کرتے ہیں، وقت نکالتے ہیں، سفر کرتے ہیں ان کی عزت افزائی کی ادا بھی انوکھی ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ ان کو بے شمار نعمتوں سے نوازے آمین۔آٹوا ہ جماعت کی اکثریت نے اس مسجد فنڈ میں حصہ لیا۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔آمین

آٹوا ہ جماعت ہی میں ایک روز ایک اور گھر فون کیا اور ان سے ملنے کی درخواست کی۔گھر سے جواب ملا کہ مسجد کے لئے حسب وعدہ رقم پیش کی جائے گی۔ان کا وعدہ ایک لاکھ ڈالر کا تھا۔شام کے وقت جب ان کے گھر گئے تو انہوں نے تمام کا تمام ادا فرمادیا۔اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں گھر نصیب فرمائے۔

مانٹریال جماعت

مانٹریال کے بہت سے دوستوں نے اس مالی تحریک میں حصہ لیا۔مسجد فنڈ کے وعدہ جات کے لئے ایک اجلاس عام بلایا گیا تھا۔جس میں اگر ایک دوست نے 25 ہزار کا وعدہ کیا تو دوسرے نے مقابل پر 30 ہزار کا کہہ دیا اور پھر یہ بڑھنا شروع ہو گیا جو 75 ہزار ڈالر پر جا کر روک دیا گیا کہ یہ ہمارا طریق مناسب نہیں۔دونوں نہایت مخلص دوست تھے مگر ہر کام کی ایک حد ہوتی ہے۔لیکن یہ نظارہ یقیناً روح پرور اور ایمان کو تازگی بخشنے والا تھا۔انہی دوستوں میں سے ایک نے جن کا وعدہ ابھی 75 ہزار ڈالرز سے کم تھا، شام کو گھر کھانے پر بلایا۔خدا اور خدا کے رسولؐ اور اس کے مسیح کے واقعات کا ذکر ہوتا رہا۔آخر میں مدعا پیش کیا تو انہوں نے اپنا وعدہ 75 ہزار کا کر دیا۔الحمد للہ علی ذالک۔کھانے کے بعد چائے کا پوچھا گیا۔عرض کی گئی اگر چائے پلانی ہے تو اس کی قیمت 5 ہزار ڈالر ہوگی۔گھر والے نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بچے جاؤ فلاں دراز میں 5 ہزار ڈالر پڑے ہیں وہ نکال لاؤ۔انہوں نے مزید 5 ہزار ڈالر ادا کر کے ٹیم کو چائے پلانے کا شوق پورا کر لیا۔اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا میں بے شمار نعمتوں سے نوازے۔اللہ قدم قدم پر ان کی حفاظت کرے۔آمین

اسی جماعت میں ایک دوسرے دوست سے ملاقات ہوئی جن کا وعدہ 50 ہزار کا تھا۔وہ بھی بہت پیار ومحبت اور مسکراتے چہرے کے ساتھ پیش آئے اور اپنا وعدہ 50 ہزار ادا کر دیا۔الحمد للہ علی ذالک۔بہت سے اور گھروں میں بھی جانا ہوا جہاں سے مسجد فنڈ کے لئے رقوم موصول ہوئیں بلکہ جہاں لوکل جماعت کا خیال تک نہ تھا وہاں سے بھی مخلصین نے اس میں شمولیت اختیار کی۔اللہ تعالیٰ مانٹریال جماعت کو بیش بہا نعمتوں سے نوازے اور مزید مخلصین عطا فرمائے۔مانٹریال میں محترم مولانا عبد الرشید یحییٰ صاحب کا تعاون بھی میسر رہا۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔آمین

سڈنی جماعت۔نوواسکوشیا

اس جماعت میں چند ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز رہائش پذیر ہیں۔یہاں کے سبھی دوستوں نے مسجد فنڈ میں حصہ لیا۔ایک دوست نے 20 ہزار ڈالر کے قریب قربانی پیش کی۔

نیوفاؤنڈلینڈ جماعت

سڈنی ہی سے نیوفاؤنڈلینڈ کے احباب جماعت سے رابطہ کیا گیا۔وہاں بھی کچھ ڈاکٹرز مقیم ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی بڑی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں۔ایک ڈاکٹر صاحب نے مسجد بیت النور کیلگری کے لئے 30 ہزار ڈالر کا نذرانہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے اور ان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔

ٹورانٹو جماعت

ٹورانٹو جماعت کے مکرم مصطفےٰ ثابت صاحب مرحوم نے 65 ہزار ڈالرز کا گرانقدر عطیہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی فراخی کے ساتھ فراخ ترین دل بھی عطا فرمایا تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں دیتا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیتے تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔یہ مصری نژاد تھے اور بڑی اعلیٰ علمی شخصیت کے حامل تھے۔

اسی جماعت کے ایک سفید فام مخلص دوست نے بھی مسجد بیت النور کیلگری کے لئے 50 ہزار ڈالر سے زائد کا نذرانہ پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان کے اخلاص میں برکت ڈالے۔

(باقی آئندہ)

صوبہ بہار کے اصحابِ احمدؑ

مؤلف ڈاکٹر سید محمد شہاب احمد، کینیڈا

تبصرہ از مکرم محمد زکریا ورک صاحب

کتاب کا نام: صوبہ بہار کے اصحاب احمد
مؤلف: ڈاکٹر سید شہاب احمد، کینیڈا
ناشر: منوری احمد نوری، لندن یو کے
اشاعت: شیخ مجاہد احمد شاستری، انڈیا
سال اشاعت: اپریل 2018ء
صفحات: 556

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جید عالم، صاحب قلم، معتبر مضمون نگار اور مصنف ڈاکٹر سید محمد شہاب احمد نے صوبہ بہار کے اصحاب احمد کے نام سے اس سال 556 صفحات پر مشتمل کتاب شائع کی ہے جس میں 19، اصحاب احمد علیہ السلام کے حالات زندگی، ان کی اولاد کے حالات اور پھر آگے ان کی اولاد، اس طرح کل 74 احباب کے کوائف دئے گئے ہیں۔ اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ ایک نادر کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر کتابوں کے رسیا کو کرنا چاہئے۔

کتاب میں سب سے پہلے صوبہ بہار کے جلیل القدر صحابی حضرت مولوی حسن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان افروز حالات زندگی دئے گئے ہیں جن کے ذریعہ احمدیت کا نور بہار میں پھیلا تھا۔ مسلمان قوم نے آپؓ کو شمس الواعظین کا لقب عطا کیا تھا۔ کئی سو ہندو نے آپؓ کے دستِ مبارک پر نور اسلامی سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ سکول کے زمانہ میں لوگ آپؓ کی شعلہ بیاں تقریروں سے بہت مرعوب و متاثر ہوتے تھے۔ ہندوستان کے مشہور شہروں کے دورے کئے اور مدارس و یتیم خانے قائم کئے۔ انجمن حمایتِ اسلام کی بناء میں بھی آپؓ کا ہاتھ تھا۔ آپؓ کے بیعت کا سال 1894ء ہے۔ انجام آتھم میں 313 صحابہؓ میں آپ کا نام درج ہے۔ آپ کی سوانح حیات ان کی اپنی کتاب تائیدِ حق میں موجود ہے۔

حضرت سید وزارت حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ بہار کے دوسرے احمدی تھے جن کی ولادت اورین ضلع مونگیر میں 1883ء میں ہوئی تھی۔ آپؓ نے بذریعہ خط 1900ء میں اور بعد ازاں 1901ء میں قادیان میں دستی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپؓ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ 1905ء میں آپؓ نے کتاب مراۃ الجہاد 312 صفحات کی تصنیف فرمائی جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی سے معنون تھی۔ دوسری بار جب آپؓ قادیان گئے تو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے ہی افغانستان روانہ ہوئے تھے۔

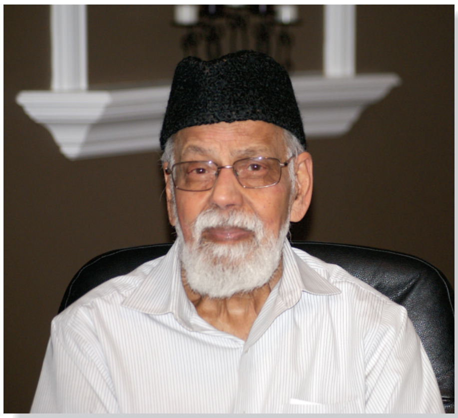

کئی ماہ تک ریویو آف ریلیجنز کے تنہا انچارج رہے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں سے تھے۔ سالہا سال تک امیر جماعت احمدیہ بہار رہے۔ تاریخ احمدیت میں 'مقدمہ بہار' مشہور و معروف ہے۔ پٹنہ میں اس مقدمہ کی تیاری میں آپؓ کو خاص موقعہ نصیب ہوا تھا۔ آپؓ کا تعلق قانون کے پیشہ سے نہیں تھا مگر آپؓ نے بڑی مہارت، کمال ذور اندیشی اور فراست سے مقدمہ کے واقعات، تنقیحات، فقہی اور قانونی مسائل، کتبِ فقہ، قانونی دلائل اور نظائر کا مرقع تیار کیا تھا۔ اس کا ذکر حضرت سر ظفر اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالمی شہرت کی حامل سوانح عمری 'تحدیث نعمت' میں بھی موجود ہے۔ ایک کامیاب مناظر کے طور پر آپؓ نے آریہ سماجیوں سے مناظرے کئے۔ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ بعض انگریز مرد اور خواتین کو تبلیغی خطوط لکھے۔ اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو خطوط لکھتے، اور اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیا کرتے تھے۔ یکم مئی 1975ء کو اپنے گاؤں اورین میں وفات پائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مؤلف کتاب کے نانا جان حضرت سید ارادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (1931-1880) نے دستی بیعت اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید وزارت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو سال بعد 1903ء میں کی تھی۔ آپؓ کا علمی ذوق بہت بلند تھا اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں: صحبت قاطعہ، شہاب ثاقب، النبوۃ فی الاسلام، قول حق، معیار نبوت، اثبات النبوۃ وغیرہ۔ صوبہ بہار کے مسلمانوں کے لئے بہت نافع اور فیض رساں وجود تھے۔

حضرت ڈاکٹر ملک الٰہی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ 1902ء میں سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہوئے تھے۔ دستی بیعت کے لحاظ سے صوبہ بہار کے صحابہ کرامؓ میں آپ کا تیسرا نمبر ہے۔ آپ کا وطن مالوف موضع آڑھا ضلع مونگیر تھا۔ آپؓ نہایت متقی، صالح، صاف گو، غریب پرور، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ کے عاشقِ صادق اور خلافت احمدیہ کے دلدادہ تھے۔ آپؓ کھوٹہ ضلع راولپنڈی میں ڈاکٹر تھے۔ راولپنڈی میں اتنے مشہور تھے کہ صرف ڈاکٹر الٰہی بخش لکھنے سے خط مل جاتا تھا۔ کابل کے سابق بادشاہ یعقوب خاں اور اس کے بھائی ایوب خاں راولپنڈی میں انگریزوں نے نظر بند کئے ہوئے تھے۔ ایوب خاں کے خسر سے آپؓ کے قریبی برادرانہ تعلقات تھے۔ 1910ء میں اسسٹنٹ سرجن کے عہدے سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت اختیار کر لی۔ قادیان میں شفاخانہ دارالعلوم کے انچارج مقرر ہوئے۔ 18 نومبر 1910ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے گر پڑے اور پیشانی پر چوٹیں آئیں تو دیگر ڈاکٹروں کے علاوہ آپؓ کو بھی طبی خدمت کی توفیق ملی تھی۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ آرہ، بہار سے قادیان میں بسنے والے صلاح الدین ملک صاحب آپؓ کے پوتے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی ضیاء الدین ملک صاحب

ٹورانٹو میں احمدیہ ابوڈ آف پیس کے قریب قیام پذیر ہیں۔

ڈاکٹر شاہ محمد رشید الدین مؤلف کتاب کے والد گرامی تھے جن کا تعلق ارول ضلع گیا میں سادات کے خاندان سے تھا۔ شاہ صاحب شہر کے چوٹی کے ڈاکٹر تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر 1929ء میں ہندوستان میں سیرۃ النبی ﷺ پر جلسے منعقد ہوئے تو آپؓ نے بھی آرہ میں شایانِ شان طریق سے پہلا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کروایا تھا۔ آپؓ کا ادبی ذوق بہت بلند تھا۔ سینکڑوں ادبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہؤا تھا۔ شعر و شاعری سے بھی شغف تھا۔ مؤلف کتاب کی والدہ سیدہ میمونہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں۔ ان کا انتقال جولائی 1984ء کو ہؤا تھا۔ آپؓ کے والد کا نام حضرت سید ارادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ اخبارات و رسائل کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتیں ۔ ماہنامہ عصمت دہلی، ساقی دہلی، تہذیب نسواں ، اخبار انقلاب آپؓ کے پسندیدہ رسائل و اخبار تھے۔ معروف مصنفین کی کتب کا مطالعہ کیا ہؤا تھا۔ ہندوستان کے مشہور ادیب پروفیسر اختر اورینوی آپ کے عم زاد تھے۔

پروفیسر اختر اورینوی، ایم اے، ڈی لٹ، صدر شعبہ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، ہندوستان کے بلند پایہ ادیب، مصنف، افسانہ نگار، نقاد، شاعر اور افسانہ نویس تھے۔ آپ کا اردو ادب میں بلند مقام تھا۔ نہایت دبنگ ، بے خوف، نڈر اور بہادر احمدی تھے۔ ان کے سب دوست احباب ان کی بذلہ سنجی اور زندہ دلی کے قائل تھے۔ نہایت خوش مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ لاہور کے رسالہ نقوش کے آپ بیتی نمبر میں انہوں نے علی الاعلان لکھا تھا کہ مجھے جس شخصیت نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت ہے۔ اس رسالے میں اختر اورینوی کی سوانح صفحہ 1097 پر دی گئی ہے۔

یہ رسالہ آن لائن دستیاب ہے:

http://apnaort.com/books/urdu/naqoosh-aapbeeti/book.php?fldr=book

آپ کی اہلیہ شکیلہ اختر کا بھی اردو ادب میں ایک بڑا نام ہے۔ آپ اردو کی مشہور افسانہ نویس تھیں۔ ان کی کتاب 'شیطان کی ڈائری' کا بہت چرچا ہؤا، اور عوام میں بہت مقبول ہوئی۔ پروفیسر اختر اورینوی ایک قابل استاد کی حیثیت سے طلبا میں ہمیشہ منظورِ نظر رہے۔ بہار میں 'اردو زبان و ادب کے ارتقاء' پر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ تنقیدی مقالات کے مجموعے مطالعہ نظیر، مطالعہ اقبال، کسوٹی، تنقید جدید، قدر و نظر، تحقیق و تنقید ، سراج ومنہاج، مطالعہ و محاسبہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اردو اور فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ طبیعت میں سادگی تھی ان کو اپنے مہمانوں کو مٹی کے برتنوں میں زمین پر چٹائی بچھا کر کھانا کھلانے میں کوئی عذر نہیں ہوتا تھا۔ ایک غریب لڑکی کی تجہیز و تکفین کا سامان نہ تھا تو انہوں نے اپنی اہلیہ کے سونے کے قیمتی کڑے فروخت کر کے یہ سامان مہیا کر دیا۔ ان کے ایک عزیز دوست کو اپنے والد کے مقدمہ کے لئے فیس جمع کرانے کی ضرورت تھی ۔ اس کا ذکر اس نے وقت کیا جب ان کی جیب خالی تھی مگر آپ نے امتحان میں ملنے والے سونے کی جتنے میڈل تھے، اُن کو اونے پونے فروخت کر کے تمام رقم دوست کے حوالے کر دی۔ ان کے گھر پر مشاعرے ہوا کرتے جس کی نظامت کی باگ ڈور وہ خود سنبھالتے اور ایسی نظامت کرتے کہ ان کے ادا کئے ہوئے جملے لوگ ہفتوں بلکہ مہینوں دہراتے رہتے۔ اپنی غزلیں پرکشش انداز میں سناتے کہ سننے والا سنتا ہی رہ جاتا، اور خواہش کرتا کاش یہ بزم سخن کبھی ختم نہ ہو۔ ان کا شعری مجموعہ 'انجمن آرزو' منظر عام پر آچکا ہے۔ ہند و پاکستان سے شائع شدہ ایک درجن کتابوں میں ان کے متعلق سوانحی مواد موجود ہے۔ دو رسالوں مہر نیم روز، کراچی اور ساغر نو، پٹنہ نے آپ کی ادبی خدمات پر خاص نمبر شائع کئے ۔ مؤخر الذکر 'اختر شناسی' کے نام سے 2008ء میں کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ سید فضل احمد، آئی جی پولیس بہار، پروفیسر اختر اورینوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ مؤلف کتاب کے، ماموں جان تھے۔

حضرت پروفیسر سید عبد القادر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد گرامی مولانا عبد الماجد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پروفیسر دینیات علی گڑھ سے قبل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی 1903ء میں تیرہ سال کی عمر میں دستی بیعت کی توفیق ملی۔ آپؓ کی چھوٹی بہن حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئی تھیں۔ اس لحاظ سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادرِ نسبتی تھے۔ آپؓ نے لاہور کے اورینٹل کالج میں تعلیم حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور میں مقبول لیکچرر رہنے کے بعد پٹنہ کے گورنمنٹ کالج میں ملازمت اختیار کی ۔ اس کے بعد کلکتہ یونیورسٹی کی سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے ممبر نامزد ہوئے۔ ان کی وفات فروری 1978ء میں حیدر آباد سندھ میں ہوئی۔ آپؓ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے دو قابلِ افتخار بیٹوں کو شہادت کا عظیم الشان مقام عطا ہؤا۔ یعنی پروفیسر عباس بن عبد القادر (2 ستمبر 1974ء) خیر پور سندھ، اور پروفیسر ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر (9 جون 1985) حیدر آباد سندھ۔

پروفیسر عباس بن عبد القادر شہید نے سکول کی تعلیم بھاگلپور اور کلکتہ میں حاصل کی اور کالج کا زمانہ علی گڑھ اور پٹنہ میں گزارا۔ آپ نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے 'ہندوستان میں مغلیہ خاندان' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھا مگر قادیان سے حکم آنے پر سارا تحقیقی کام وہیں ترک کر دیا۔ بہ حیثیت واقفِ زندگی تعلیم الاسلام کالج قادیان میں تاریخ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد خیر پور منتقل ہو گئے اور سندھ کے شعبہ تعلیم کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ آپ ایک فیض رساں وجود تھے ۔ طالب علموں کو فیس کی ضرورت ہو، بس کا کرایہ چاہئے یا کتابوں کے لئے پیسوں کی ضرورت ہو، آپ ہمیشہ ان کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ سندھ کے مختلف شہروں میں کالج کے پرنسپل کے فرائض انجام دئے۔ بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے، سچ بات کہنے سے خوف نہ کھاتے تھے ۔ ٹھیہڑی، خیر پور میں 1960ء کی دہائی کے فسادات میں بہت سے لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ آپ نے مظلوموں کی فراخدلی سے مدد کی۔ کہتے تھے تبلیغ کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ آپ کے تعلقات ہوں وہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کے قائل ہوں۔

ماہر امراضِ چشم پروفیسر ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر شہید اعلیٰ صفات حسنہ سے متصف تھے۔ آپ غرباء کی آنکھوں کے علاج کے لئے مفت کیمپ لگایا کرتے تھے۔ بلکہ بعض مریضوں کے کھانے پینے کا انتظام بھی کیا کرتے تھے۔ نہایت بے نفس، نافع الناس، بے لوث، ہمدرد، خیر خواہ، غریب پرور، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، نیک، صالح، متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ بہت دُور دُور سے لوگ بگڑے کیس لے کر آتے اور ہمیشہ کامیاب واپس جاتے تھے۔ واقفِ زندگی ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ فضل عمر ہسپتال جو اس وقت ابتدائی مراحل میں تھا، میں بھی پریکٹس کی۔ برطانیہ سے Doctor of Osteopathic Medicine ڈگری حاصل کی۔ برطانیہ کے شیفیلڈ ہاسپٹل Sheffield Hospital میں ملازمت کو ترک کر کے، سرزمین سندھ کے ریگستانوں کو اپنے گلے سے لگا لیا۔ حیدر آباد میں تیس سال کا عرصہ بڑی محنت اور صعوبت کا گزرا۔ صدر پاکستان ایوب خاں اور صدر پاکستان، زیڈ اے بھٹو کے دورِ حکومت میں ان کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تو میر رسول بخش تالپور آپ کے گھر حاضر ہوئے۔ معززین سندھ نے آپ کی بحالی کے لئے کوششیں کیں مگر خود اس کے لئے کوئی بھاگ دوڑ نہیں کی بلکہ

پرائیویٹ پریکٹس پر زیادہ توجہ دی جو لوگوں کے لئے زیادہ سودمند تھی۔

دوست احباب کے لئے ان کا سینہ ہمیشہ کشادہ تھا، بھائی بہنوں بلکہ غیروں کے لئے ایک پھل دار درخت تھے۔

صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محترمہ سیدہ سارہ بیگم کے بطن سے پانچ بچوں سے نوازا تھا جن میں دو تو ایام حمل میں ضائع ہوگئے۔ بقیہ تین صاحبزادی امتہ النصیر صاحبہ، مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے لمبی زندگی عطا فرمائی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے بی۔اے اور شاہد کے امتحان پاس کرنے کے بعد 1945ء میں اپنی زندگی وقف کردی۔ 1954ء میں انڈونیشیا بطور مربی سلسلہ بھجوائے گئے۔ دو سال بعد واپسی ہوئی اور پھر 1982 تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ دو مرتبہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی رہے۔ آپ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار ہیں۔ ایک بیٹا صاحبزادہ مرزا عبدالصمد ناظر دیوان ہیں۔ آپ کی وفات 2004ء میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہیں۔

کتاب میں پروفیسر ڈاکٹر سید محمد شاہد احمد کا ذکر بھی ہے جنہوں نے گلاسکو یونیورسٹی سے نفسیات میں پی ایچ ڈی کیا تھا آپ ایک عرصہ دراز تک سڈبری کی لارنشین یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اُن سے جلسہ سالانہ یا دیگر جلسوں میں ملاقات ہوا کرتی تھی۔ کچھ سال قبل ان کو جلسہ سالانہ پر دیکھا تو کچھ کمزور نظر آئے۔

ڈاکٹر سید محمد شہاب احمد کی ولادت آرہ بہار میں 17 نومبر 1929ء کو ہوئی تھی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے نفسیات میں ماسٹرز کیا اور پھر برطانیہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ہندوستان کے ایک کالج میں چار سال تک ملازمت کی پھر کینیڈا کی ایک یونیورسٹی میں پانچ سال تدریس کا کام کیا۔ نیز 9 سال تک کینیڈا میں کلینکل سائیکالوجسٹ کا کام کیا۔ سیسکاٹون میں قیام کے دوران گیارہ مرتبہ انٹر فیتھ سمپوزیم منعقد کروایا۔ مختلف اداروں میں اسلام احمدیت پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ لائبریریوں میں جماعت کی کتابیں رکھوائیں۔ ان کے خیال افروز، اذہان کو تشحیذ کرنے والے، اعلیٰ پایہ کے مدلل علمی مضامین پچھلے تیس سال سے انگریزی اور اردو میں شائع ہوتے آرہے ہیں۔ 1988ء میں پانامہ کے ملک میں بطور مبلغ کئی ماہ تک خدمت کا موقعہ ملا۔ سیسکاٹون کی مسجد احمدیہ میں سات سال تک بطور خادم کام کرنے کی توفیق ملی۔ دارالقضا کینیڈا میں دس سال تک قاضی اول رہے۔ نیز ریسرچ سیل کے ممبر بھی رہے۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا آپ کی نیک اولاد ہیں۔ ضعیف العمری کے باوجود علمی کاموں میں مصروف ہیں، جو کام ادارے کیا کرتے ہیں وہ آپ تن تنہا کر رہے ہیں۔

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ صوبہ بہار میں متعدد احباب اور ان کی اولادیں در اولادیں اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے جن میں سے متعدد پروفیسر، ڈاکٹر، سرجن، ماہرین امراضِ چشم انجنیر، کمپیوٹر سافٹ ویئر انجنیئر، ٹیچر، لائبریرین، سائیکالوجسٹ تھے۔ کتاب کی متعدد خوبیوں میں سے دو خوبیاں ایسی ہیں جن کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو مستند حوالہ جات بمع نام اخبار اور تاریخ دئے گئے ہیں جو پچھلے سو سال پر ممتد ہیں۔ خاص طور پر تاریخ احمدیت مؤلفہ مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم اور تاریخ اصحاب احمد مولفہ ملک صلاح الدین صاحب درویش قادیان سے بھی استفادہ کیا ہے۔

دوسرے کتاب میں 122 رشتہ داروں کی تصاویر دی گئی ہیں۔ جہاں کسی کا ذکر ہے وہاں اس کی تصویر دے دی گئی ہے۔ تصاویر کا حاصل کرنا ایک بہت ہی مشکل کام ہے جب کہ احباب پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ جان جوکھوں کا کام تھا جو ڈاکٹر سید شہاب احمد نے بڑی ہمت اور صبر و استقلال سے چھ سال کی شب و روز کی محنت سے سرانجام دیا ہے۔

کتابت و طباعت معیاری، مضبوط جلد، دیدہ زیب سرورق۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید پروف ریڈنگ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی ورنہ جگہ جگہ املاء کی غلطیوں کا ازالہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس مفید معلومات سے مالا مال کتاب کو بہتوں کے لئے رشد و ہدایت کا موجب بنائے۔ یہ دراصل بہار سے تعلق رکھنے والے پیارے پیارے دیو قامت انسانوں، زبردست عالموں، نافع الناس وجودوں کا انسائیکلوپیڈیا Who's Who ہے جس کی وقعت وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی جائے گی۔ خدا تعالیٰ مؤلف کو اس کار عظیم کا اپنی جناب سے بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

امام الزماں آخری آخری

مکرم مولانا حافظ فضل الرحمٰن بشیر صاحب

یہ زمیں آخری یہ زماں آخری، اور امام الزماں آخری آخری
اہل حق کے لئے ہے یہ بات آخری، اک چمکتا نشاں آخری آخری

تاجدار حرم کے پرستار ہیں، عشق و مستی میں مخمور و سرشار ہیں
مانتے ہیں اسے خاتم الانبیاء، رحمت دوجہاں آخری آخری

ایک ہی دھن ہے اپنی کہ پیغام حق لے کے پہنچیں زمیں کے کناروں تلک
نیک فطرت ہے جو بھی ضرور آئے گا ہم نے دے دی اذاں آخری آخری

راہ حق سے کبھی بھی ہٹیں گے نہیں، عہد و پیماں سے اپنے پھریں گے نہیں
جب ضرورت پڑی جاں لٹادیں گے ہم، لکھ لو میرا بیاں آخری آخری

ہم جو بے گھر ہوئے تو کدھر جائیں گے، تیرے در سے اٹھیں گے تو مر جائیں گے
اے مسیح الزماں برکتوں کا نشاں یہ ترا آستاں آخری آخری

جس کو شک ہے وہ آ کر یہاں دیکھ لے، نور ہی نور ہے طور ہی طور ہے
بھر گیا ہے یقیں سے دل مضطرب، چھٹ گیا ہے گماں آخری آخری

اک زمانہ ہوا دکھ اٹھائے ہوئے، پھول دے کر انہیں سنگ کھائے ہوئے
ہونے والا ہے مولیٰ کی تقدیر سے فیصلہ اب یہاں آخری آخری

ایک اصلاح

☆ محترمہ شاہ بانو میر صاحبہ

23 نومبر 2018ء کو محترمہ شاہ بانو میر صاحبہ اہلیہ مکرم نواب احمد صاحب مرحوم، کیلگری 77 سال کی عمر میں وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم مجید احمد میر صاحب لوکل امیر جماعت احمدیہ کیلگری اور پانچ بیٹیاں مبارکہ شاہین صاحبہ پاکستان، محترمہ نسیمہ اختر صاحبہ پاکستان، محترمہ شمیم اختر صاحبہ بیلجیئم، محترمہ بشریٰ پروین رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب وڈ برج، محترمہ شازیہ نواب صاحبہ ہالینڈ یادگار چھوڑی ہیں۔

احمدیہ گزٹ کینیڈا جنوری 2019ء کے شمارہ میں محترمہ بشریٰ پروین رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب وڈبرج کا نام غلط شائع ہوگیا تھا۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔

رپورٹ دارالقضاء کینیڈا ریفریشر کورس 2018ء

مکرم محمد ہارون صاحب قاضی اول

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور دعاؤں سے دارالقضا کینیڈا کو قاضیوں اور قضابورڈ کے ممبران کینیڈا کے لئے خصوصی دو دن کا ریفریشر کورس منعقد کرنے کا موقع ملا۔الحمدللہ

یہ ریفریشر کورس ہفتہ و اتوار 21 اور 22 جولائی 2018ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کے مرکزی دفاتر ایوان طاہر میں رکھا گیا۔

اس کورس کا مقصد تمام قاضیوں اور ممبران قضا بورڈ کینیڈا کو نئے قوانین سے متعارف، قواعد وضوابط سے روشناشی، اور فقہی مسائل پر غوروفکر کرنے کا موقع فراہم کرنا تھا۔

اس کورس میں مکرم سردار محمد رانا صاحب، صدر دارالقضاء ربوہ مرکزیہ نے شمولیت کا شرف بھی بخشا اور بہت اہم ہدایات سے نوازا۔ دارالقضا کینیڈا کے جملہ اراکین مکرم صدر صاحب دارالقضاء ربوہ مرکزیہ کے بے حد شکر گزار ہیں اور ممنون احسان بھی کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود دارالقضا کینیڈا کی تربیت اور قضائی کاموں میں بہتری لانے کے لئے اپنا قیمتی وقت نکالا ۔فجزاہ اللہ تعالیٰ و احسن الجزا۔

ریفریشر کورس میں قضا بورڈ کے سات ممبران اور اٹھارہ قاضی صاحبان اول کینیڈا کے دور دراز شہروں اور مختلف صوبوں سے شامل ہوئے۔شعبہ امور عامہ کینیڈا کے نیشنل سیکرٹری مکرم شفقت محمود صاحب اور ایڈیشنل سیکرٹری مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب بھی شامل ہوئے۔مبصر کے طور پر مکرم میجر عبدالمالک صاحب، جسٹس آف پیس نے شمولیت کی۔

بیرون صوبہ انٹاریو میں مقیم قاضی صاحبان کے لئے ویڈیو اور آڈیو کا بندوبست بھی کیا گیا۔دونوں دن کے پروگرام کی ریکارڈنگ کا بندوبست بھی کیا گیا تا کہ بعد میں اس کو دیکھ اور سن کر ہدایات سے پوری طرح استفادہ کیا جا سکے۔

ریفریشر کورس کے افتتاحی اجلاس میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب، امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اجلاس کا افتتاح فرمایا اور چند ہدایات کے بعد دعا سے کورس کا آغاز ہوا۔

دونوں دن ریفریشر کورس کا پہلا اجلاس صبح دس بجے شروع کیا گیا۔درمیان میں ایک بجے سے اڑھائی بجے تک کھانے اور نماز ظہر کا وقفہ ہوا۔

اور دوسرا اجلاس اڑھائی بجے سے شام پونے پانچ بجے نماز عصر تک جاری رہا۔

اس ریفریشر کورس میں پہلے دن درج ذیل موضوعات پر تقاریر پیش کی گئیں اور تقریر کے بعد 15 منٹ تک تمام حاضرین کو سوال جواب کا موقعہ دیا گیا جس سے کئی نئے پہلو سامنے آتے رہے۔

1۔ مقدمہ کی مسل کی ترتیب و تیاری یعنی فائل مینیجمنٹ مکرم کمال الدین حبیب صاحب، قاضی اول آٹواہ

2 ۔ قاضی اول کے لئے مقدمہ کی سماعت کرنے کا طریق کار
مکرم ایاز احمد ایاز صاحب، ممبر قضا بورڈ

3 ۔ تحکیم
مکرم محمد محسن چوہان صاحب، قاضی اول

دوسرے دن درج ذیل موضوعات پر مقالہ جات پڑھے گئے اور بعد از مقالہ جات سوالات کا سلسلہ جاری رہا۔

1۔فیملی لا یعنی عائلی معاملات کے ملکی قوانین کا تعارف
مکرم بیرسٹر عثمان صادق صاحب، قاضی اول

2۔ پرانے مقدمات سے جو سبق سیکھے
مکرم ریحان نثار صاحب، قاضی اول

3 ۔عائلی ملکی قوانین اور شریعت کے قوانین میں مطابقت
مکرم مولانا محمد عبدالرشید یحییٰ صاحب، صدر قضا بورڈ کینیڈا

مقالات جات پیش کرنے والوں کو 45 منٹ کا وقت دیا گیا تھا اور ہر تقریر کے بعد سوال وجواب کے لئے 15 منٹ کا وقت دیا گیا جس سے جملہ اراکین نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

ریفریشر کورس کے دوسرے دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قضائی امور کے متعلق مختلف مقدمات میں جاری کردہ ارشادات پڑھ کر سنائے گئے جو قائم مقام ناظم دارالقضا کینیڈا خاکسار محمد ہارون قاضی اول نے پیش کئے۔

مکرم صدر صاحب دارالقضاء ربوہ مرکزیہ کا خطاب

مکرم ومحترم سردار محمد رانا صاحب، صدر دارالقضاء ربوہ مرکزیہ نے ممبران اور مبصر احباب کو بہت ہی اہم ہدایات سے دونوں دن نوازا۔

تاہم دوسرے دن انہوں نے ایک نہایت اہم اور دلچسپ لیکچر ارشاد فرمایا جس سے تمام حاضرین بہت مستفید ہوئے ۔صدر صاحب دارالقضاء ربوہ مرکزیہ نے جن پہلوؤں پر قضا کی توجہ مبذول کروائی ان سب کو تو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے مگر اجمالی خاکہ پیش ہے، آپ نے فرمایا کہ:

Judgment = File + Book of Law + Judge (Qazi Awwal)

ایک فیصلہ لکھنے کے لئے قاضی اول کے لئے ضروری ہے کہ غور کرے کہ:

مسل کیا ہے؟
قوانین کیا ہیں؟
اور قاضی کی کیا ذمہ داری ہے؟

ملکی قانون صرف اسی ملک کی قضا کے لئے ہوتے ہیں اور ہر ایک ملک کے قوانین مختلف ہیں اور ان میں بشری کمزوریوں کی وجہ سے ہمیشہ سے تبدیلی آتی رہتی ہے جب کہ شریعت ایک آفاقی قانون ہے اور قضا شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کرتی ہے۔

وقت کی کمی کی وجہ سے آپ نے صرف مسل کو لیا اور بہترین اور مکمل طور پر مسل کی تیاری سے لے کر داخل دفتر کرنے تک کے تمام مراحل کو بڑی تفصیل سے بیان کیا اور تکنیکی ہدایات دیں۔

مسل تیار کرنے میں ناظم قضا کی ذمہ داریاں، صدر قضا کے

احکامات دینے سے لے کر، قاضی اول کی کاروائی وفیصلہ لکھنے تک کے متعلق آپ نے مفصل ہدایات دیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ واحسن الجزا۔

ریفریشر کورس کا اختتام دعا سے ہوا جو مکرم صدر صاحب دارالقضاء ربوہ مرکزیہ نے کرائی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ دارالقضا کینیڈا کو عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے، تقویٰ کے ساتھ اسلامی شریعت کے مطابق صحیح او درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدر صاحب دارالقضاء ربوہ مرکزیہ کی دی گئی اہم ہدایات پر عمل کرنے کی دارالقضا کینیڈا کے جملہ اراکین کو توفیق عطا فرمائے اور افراد جماعت احمدیہ کینیڈا کے لئے آسانیاں پیدا ہوں اور ہم جملہ اراکین، دارالقضا کینیڈا کے معیار کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

صنعت وتجارت میں کامیابی کی راہیں

شعبہ صنعت وتجارت کینیڈا کا سالانہ سیمنار

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

2018ء کے اختتام سے ذرا پہلے 23 دسمبر کو جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ صنعت وتجارت نے اپنی روایات برقرار رکھتے ہوئے شعبہ کے سالانہ سیمنار کا اہتمام کیا۔ ہر سال اِس تقریب کو منعقد کرنے کا مقصد صنعت وتجارت سے منسلک احمدی احباب کو باہم رابطہ بڑھا کر اپنے کاروبار کو ترقی دینا اور کامیاب تجارتی مراکز کے تجربات سے فائدہ اُٹھانا ہے۔ یہ تقریب چاندنی بنکوئٹ ہال بریمپٹن میں منعقد ہوئی۔ داخلہ کے لئے صنعت وتجارت سے متعلقہ افراد کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے تھے لہٰذا شامل ہونے والے 130 احباب کا تعلق اسی شعبہ سے تھا۔ نیشنل سیکرٹری شعبہ صنعت وتجارت محترم عبدالحلیم طیّب صاحب اور مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے سیمنار کی صدارت کے فرائض انجام دیئے۔

مکرم طارق رشیدالدین صاحب نے سوا گیارہ بجے کارروائی کا آغاز کرتے ہوئے سورۃ النور کی آیات نمبر 37 تا 39 کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ آیات کا اردو ترجمہ مکرم محمود احمد ناصر صاحب نے پیش کیا۔ بعدہ محترم عرفان احمد صاحب نے پروگرام کا تعارف اور تفصیل بیان کی۔

مکرم احسن خان صاحب جو گذشتہ 24 سال سے بنک آف مانٹریال کے سرمایہ کاری کے شعبہ سے منسلک ہیں، نے کاروبار کے بنیادی اصولوں پر گفتگو کی اور ٹائم مینجمنٹ، اہداف حاصل کرنے کا جذبہ، سسٹم اور سٹرکچر پر بات کی۔

سیمنار میں پہلا تجزیہ محترم عرفان احمد صاحب نے الیکٹرونک کاروں کے متعلق پیش کیا۔ محترم عرفان احمد صاحب واٹرلو یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں اور ونڈسر یونیورسٹی سے ایم بی اے کیا ہے۔ آپ ڈیزائن اور ڈویلپمنٹ میں 20 سال کا تجربہ رکھتے ہیں اور پچھلے 10 سالوں سے آپ الیکٹرک پاور کی کاروں اور ہائی وولٹیج لیتھیم بیٹریوں کی ٹیکنالوجی سے منسلک ہیں۔ آپ نے آٹو انڈسٹری میں بہت جلد آنے والے انقلاب کا تفصیل سے ذکر کیا اور ڈیجیٹل مشینری کے بڑھتے ہوئے رجحان کی بات کی اور بتایا کہ 2025ء تک الیکٹرک پاور کاروں میں انسانی مداخلت کا عمل معدوم ہو جائے گا۔ آبادیوں میں آلودگی کم ہو جائے گی اور توانائی کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا۔ آپ نے الیکٹرانک کاروں کے بڑھتے ہوئے استعمال کے حیران کن اعداد و شمار بھی پیش کئے۔

پروگرام کا دوسرا انتہائی معلوماتی مضمون محترم محسن شاہد صاحب نے پیش کیا۔ آپ نے کولمبیا بزنس سکول سے ایگزیکٹو ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے اور گذشتہ چند سالوں سے مختلف کاروباری شعبوں میں نمایاں تجربہ حاصل کر چکے ہیں جس میں ٹیکنالوجی، ہیلتھ کیئر اور فلم سازی کا شعبہ شامل ہیں۔ آپ نے اپنے کاروباری تجربات بیان کرتے ہوئے موجودہ دور کے جدید کاروباری تقاضوں کی تفصیل بیان کی اور مائیکروسافٹ ٹسلا Tesla اور Thermpod جیسی کمپنیوں کا ذکر کیا۔ آپ نے قرآن کریم کے حوالہ سے ''نفع'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ نفع کے لئے محنت کرنا، قرآنی احکام میں سے ہے۔ آپ نے مختلف کاروباری ماڈلوں کی تفصیل بیان کی اور حاضرین کی دلچسپی کے لئے ایک کیس سٹڈی بھی پیش کیا۔

محترم عتیق ملک صاحب عالمی سطح کے تربیت یافتہ ماہر معاشیات ہیں اور دبئی میں گندم کے کاروبار کے تاجر ہیں۔ آپ 2004ء سے کینیڈا میں ایک فرنچائز بزنس چلا رہے ہیں اور اب تک Popeyes Award کے تین عالمی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں، جس میں لیڈر آف دی ایئر ایوارڈ شامل ہے۔ آپ پچھلے دس سال سے مسلسل میڈیا ایڈوائزری کمیٹی کے صدر ہیں، اس کے علاوہ آپ بہت سی کمیٹیوں کے سرگرم رکن ہیں جس میں Beverage & Supply Chain Committees شامل ہے۔ آپ کاروبار میں توسیع اور مستقبل کی راہیں متعین کرنے کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ ملک صاحب نے کاروبار میں عاجزی، انکساری، روشن خیالی اور ٹیم ورک کے موضوع پر گفتگو کی۔

اذکروا موتاکم بالخیر

میرے والد محترم مکرم ناصر احمد ظفر صاحب

مکرم منصور احمد ناصر صاحب

میرے والد مکرم ناصر احمد ظفر صاحب، ریٹائرڈ ریلوے گارڈ خانیوال، محترم محمد ابراہیم شاد صاحب، شاعر احمدیت کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ میرے دادا کی وفات 2010ء میں ہوئی۔ آپ کی ایک مشہور نظم کا مصرعہ ہے۔

ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے

والد صاحب 1937ء میں کوٹ رحمت خاں نزد کوٹ مومن ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 80 سال اور 9 ماہ کی عمر پا کر مورخہ 27 ستمبر 2018ء کو مختصر علالت کے بعد ٹورانٹو کے ایک ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین مورخہ یکم اکتوبر کو بریمپٹن میموریل گارڈن کے قطعہ موصیان میں ہوئی اور قبر تیار ہونے کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم اللہ دتہ صاحب آف کوٹ رحمت خاں کے ذریعہ سے آئی جنھوں نے 1922ء میں جب کہ مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد نے 1926ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کے ایک بھائی اور ہمارے چچا مکرم محمد الیاس عارف صاحب آف ٹیکسلا، واہ کینٹ 1974ء میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ وہ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم کے برادر نسبتی تھے۔

والد صاحب نے 1958ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا تھا۔ کالج میں آپ کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب مضطر کے شاگرد ہونے کا موقع میسر آیا۔ آپ روئنگ کی ٹیم کے کپتان تھے۔ آپ نے 1956ء اور 1957ء میں چیمپئین شپ جیتی۔ اس کے علاوہ آپ فٹ بال اور کبڈی کے بھی بہترین کھلاڑی تھے۔ اسی زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا تھا کہ ایک بار آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کشتی میں دریائے چناب ربوہ کی سیر کروانے کا موقع ملا۔

2018ء میں مجلس انصار اللہ ایمری ولیج کو علم انعامی کا مستحق قرار دیا گیا جو آپ نے زعیم صاحب کے ہمراہ سٹیج پر تشریف لا کر انعام وصول کیا۔ آپ سلسلہ کے لئے غیرت رکھنے والے، خلافت سے عشق و وفا کا تعلق رکھنے والے اور دعاؤں پر کامل یقین رکھنے والے تھے اور ضرورت مندوں کی بے لوث مدد کرنے والے تھے۔

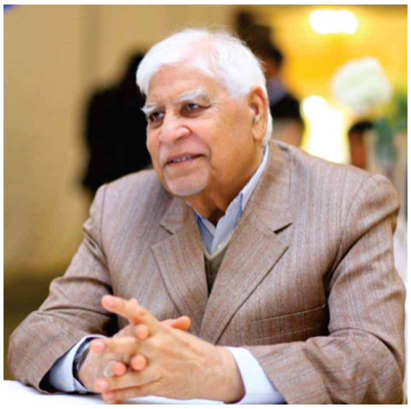

آپ نے ساری زندگی نہ کسی کا حق مارا اور نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچائی۔ بوقتِ وفات آپ اپنے حلقہ میں سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس بے لوث خدمتِ دین کو قبول فرمائے۔ آمین

آپ دس بہن بھائی تھے۔ بھائیوں میں آپ سب سے بڑے تھے جب کہ بہنوں میں ایک بڑی بہن تھیں۔ بڑے ہونے کے ناطے سے سب کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔ ہم دو بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ دو بھائی اور دو بہنیں کینیڈا میں جب کہ ایک بہن لاہور میں رہتی ہیں۔ ہماری امی جان کی وفات 1985ء میں چک چھور مغلیاں 117 سانگلہ ہل میں ہوئی۔ اس کے بعد سے آپ نے ہمیں ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا اور زندگی کے میدان میں راہنمائی کے ساتھ ساتھ ہم سب کا ساتھ بھی دیا۔ آپ نہایت ہی پیارے وجود تھے اور خاص کر واقفینِ زندگی سے بڑے پیار اور وفا کے ساتھ ملتے تھے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ احسان کا سلوک فرماتے ہوئے آپ کی مغفرت اور بخشش فرمائے۔ آخر پر دادا جان کے کلام میں سے ایک شعر پر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔ آمین

تمہاری یاد میں ہم اشکبار رہتے ہیں
غمِ فراق میں سینہ فگار رہتے ہیں

بقیہ از اعلانات

☆ مکرم ملک بشیر الدین صاحب

23 جنوری 2019ء کو مکرم ملک بشیر الدین صاحب لاہور میں 69 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 25 جنوری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ولیج نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم، مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب کے برادر نسبتی، مکرم ملک لئیق احمد صاحب، مکرم ملک انیس احمد صاحب اور ملک رفیق احمد صاحب وان کے ماموں تھے۔

8 فروری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ملک محمد یوسف صاحب

3 فروری 2019ء کو مکرم محمد یوسف صاحب ربوہ میں 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، ہمدرد و خیر خواہ، صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں والدہ محترمہ، بیوہ، چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب پیس ولیج کے برادر نسبتی تھے

☆ محترمہ الحاج زیب النساء صاحبہ

5 فروری 2019ء کو محترمہ الحاج زیب النساء صاحبہ اہلیہ مکرم الحاج بشیر احمد ضمیر صاحب مرحوم، حیدر آباد دکن میں 97 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ حضرت غلام قادر شرق منگلوریؓ کی بڑی بہو تھیں۔ مرحومہ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص دعا گو خاتون تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کے بعض دیگر عزیز و اقارب امریکہ میں مقیم ہیں۔ آپ مکرم مشتاق احمد بشیر صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کی والدہ ماجدہ تھیں۔

ادارہ ان مرحومین کے تمام ورثاء سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم بیرسٹر محمود ناصر عالی صاحب اور محترمہ امۃ الاعلیٰ رضوانہ طاہر صاحبہ پیس ویلیج کو 14 جنوری 2019ء پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام ’’مریم الہام صدیقی‘‘ تجویز ہوا ہے۔ عزیزہ مریم سلمہا مکرم محمد عبدالحئی صدیقی صاحب اور محترمہ عاصمہ صدیقی صاحبہ پیس ویلیج کی پوتی اور مکرم کریم احمد طاہر صاحب پراپرٹی مینیجر احمدیہ ابوڈ آف پیس اور محترمہ امۃ الرفیق طاہر صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی نواسی ہیں۔ ادارہ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر ان کے دونوں خاندان کے تمام افراد کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ مریم سلمہا کو صحت اور درازی عمر سے نوازے، خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائے ۔ آمین۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ محترمہ شاہدہ شہیر صاحبہ

15 جنوری 2019ء کو محترمہ شاہدہ شہیر صاحبہ پیس ویلیج ساؤتھ ایسٹ 47 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 18 جنوری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سراصاحب مربی وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ مکرم ملک رشید احمد اعوان صاحب احمد نگر کی صاحبزادی اور مکرم چوہدری بشیر احمد کلو صاحب، پیس ویلیج کی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں، تہجد گزار، صابر و شاکر، نیک، صالح اور متوکل خاتون تھیں۔ انہوں نے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی اور پڑوسیوں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ایام علالت میں صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا۔ ان کی ایک بیٹی نے حفظ سکول سے قرآن کریم حفظ کیا اور ایک بیٹا جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تیسرے سال کا طالب علم ہے ۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم شہیر احمد صاحب، دو بیٹے مکرم شعیب احمد صاحب، مکرم حسیب احمد صاحب، دو بیٹیاں محترمہ انیلہ احمد صاحبہ اور محترمہ علیشاہ احمد صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ قانتہ شاہ صاحبہ

31 دسمبر 2018ء کو محترمہ قانتہ شاہ صاحبہ شنگھائی، چین میں 50 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کا تعلق بریمپٹن جماعت سے تھا۔ 28 جنوری 2019ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں عشاء کی نماز کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 29 جنوری 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا زاہد سردار محمد خاں صاحب مربی بریمپٹن نے دعا کرائی۔ مرحومہ مکرم سید محمد احمد شاہ صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا کی صاحبزادی تھیں ۔ آپ کو جماعت کینیڈا میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ کو تعلیم وتدریس سے بڑی محبت تھی، کورین یونی ورسٹی میں بارہ سال اور چین میں نو سال تک تدریس کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک بیٹی لولوشاہ صاحبہ، ایک بھائی مکرم عقیل احمد شاہ، ایک ہمشیرہ حمیرا شاہ صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کے اور بھی کئی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ محترمہ سلیمہ طاہرہ صابر صاحبہ

30 جنوری 2019ء کو محترمہ سلیمہ طاہرہ صابر صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس ٹورانٹو 84 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یکم فروری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلیج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 2 فروری 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں دوستوں اور جامعہ کے طلباء نے شرکت کی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ پنج وقتہ نماز کی پابند، تہجد گزار، صابر و شاکر، نیک، صالح، غریب پرور، ہمدرد وخیر خواہ، صلہ رحمی کرنے والی متوکل خاتون تھیں۔ پاکستان میں ضرورت مندوں کی مالی امداد کرتی رہیں۔ انہوں نے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی۔ ایام علالت میں صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا۔ خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے لجنہ اماء اللہ کی خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر، چار بیٹے مکرم محمد افضل صاحب جرمنی، مکرم افتخار احمد صاحب یوکے، مکرم فضل الحق صاحب ویسٹن، مکرم ممتاز احمد صاحب ویسٹن، چار بیٹیاں محترمہ فوزیہ گورایہ صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد گورایہ صاحب پیس ویلیج، محترمہ امۃ الودود صاحبہ ویسٹن، محترمہ سعدیہ انجم صاحبہ ویسٹن، محترمہ عطیۃ الوحید صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد وقار صاحب ویسٹن اور ایک بھائی مکرم محمد انور واریہ صاحب وان یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ کے اور بھی کئی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ محترمہ امینہ چوہدری صاحبہ

یکم فروری 2019ء کو محترمہ امینہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن اختر چوہدری صاحب سینٹ کیتھرین 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 3 فروری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز ظہر کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 4 فروری 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری کینیڈا نے دعا کرائی۔ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مقامی ، غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ دور دراز شہروں سے آئے ہوئے احباب دو روز تک مسلسل مکرم عبدالرحمٰن اختر چوہدری صاحب اور ان کے بچوں اور لواحقین سے تعزیت کرتے رہے۔ تجہیز وتکفین کے مواقع پر بھی کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔ مرحومہ، مکرم محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی تھیں۔ سینٹ کیتھرین کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں۔ ابتدا میں کینیڈا میں نئے آنے والوں کو آباد کرنے میں بھرپور مدد کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحومہ کے گھر کو میزبانی کا شرف بخشا۔ مرحومہ ایک کامیاب تاجر خاتون تھیں اور دیگر خواتین کو بھی کاروبار اور تجارت کی ترغیب دیتیں اور تجارت کے کامیاب اصولوں سے آگاہ کرتیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ مرحومہ نہایت مخلص، مہمان نواز، ہمدرد وخیرخواہ، غریب پرور، مخیرّ، فیاض، مثالی مالی قربانی پیش کرنے والی تھیں۔ بہت سادہ، منکسر المزاج اور متقی خاتون تھیں۔ ایام علالت میں غیر معمولی صبر وتحمل کا نمونہ دکھایا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں

ضعیف العمر والدہ محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ برنٹ فورڈ، شوہر مکرم عبدالرحمٰن اختر چوہدری صاحب، دو صاحبزادے مکرم عمران چوہدری صاحب سینٹ کیتھرین، مکرم ریحان چوہدری صاحب بریمپٹن، ایک صاحبزادی محترمہ آشفہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم معاذ محمود شیخ صاحب بریڈفورڈ، محترمہ واصلہ چوہدری صاحبہ بہو بریمپٹن، محترمہ لیزا چوہدری صاحبہ بہو سینٹ کیتھرین یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم غلام احمد ملک صاحب

3 فروری 2019ء کو مکرم غلام احمد ملک صاحب ایڈووکیٹ بریمپٹن 87 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ 4 فروری 2019ء کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 5 فروری 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم، مکرم ملک محمد دین صاحب انسپکٹر پولیس کے بیٹے تھے انہوں نے گرداسپور انڈیا میں احمدیت کو قبول کیا۔ 1947ء میں پاکستان کے لئے ہجرت کی۔ مختلف حیثیتوں سے انہیں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ نائب امیر ساہیوال رہے اور کینیڈا میں مقامی طور پر سیکرٹری امور عامہ رہے۔ 1984ء میں سانحہ ساہیوال میں اسیرانِ راہِ مولیٰ کی وکالت کے فرائض انجام دیئے۔ مرحوم نے دوسروں کے حقوق کی بحالی اور خاندان میں ایک اچھے شوہر، اچھے باپ اور بچوں کے مخلص دوست کا کردار ادا کیا۔ آپ کو خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ مرحوم نے پسماندگان میں پانچ بیٹے، پانچ بیٹیاں اور تین بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم ملک مظفر احمد صاحب، مکرم افتخار احمد صاحب بریمپٹن، مکرم ملک حسن احمد صاحب مانٹریال، محترمہ ناہید نسرین صاحبہ مانٹریال، محترمہ بشریٰ علی صاحبہ، محترمہ منزہ جبیں صاحبہ بریمپٹن کے والد محترم تھے۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ

5 فروری 2019ء کو محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ میپل 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ 8 فروری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سراصاحب مربی وان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مولانا حبیب احمد صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ کی اہلیہ تھیں۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے مکرم مولانا نصیر احمد صاحب واقفِ زندگی لندن یوکے میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ مرحومہ کو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ وقت گزارنے اور خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابر وشاکر، نیک، صالح اور متوکل خاتون تھیں۔ انہوں نے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر، تین بیٹے، دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم فضل محمود ملک صاحب میپل کی والدہ تھیں۔

☆ محترمہ رئیسہ بیگم صاحبہ

5 فروری 2019ء کو محترمہ رئیسہ بیگم صاحبہ بریمپٹن 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ 8 فروری 2019ء کو مسجد بیت الحمد میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نعش پاکستان لے جائی گئی اور تدفین ربوہ میں ہوئی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح اور مخلص احمدی خاتون تھیں۔ بچوں کی اعلیٰ تربیت کی۔ اور خلافت سے بہت عقیدت ومحبت تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم ولی اللہ صاحب، دو بیٹے پاکستان، تین بیٹیاں، دو بھائی اور ایک ہمشیرہ یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، محترمہ رباب قرۃ العین صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ وسیم احمد صاحب بریمپٹن کی والدہ اور محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ بریمپٹن کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ فرخندہ چوہدری صاحبہ

12 فروری 2019ء کو محترمہ فرخندہ چوہدری صاحبہ بریمپٹن 62 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ 13 فروری 2019ء کو مسجد بیت الحمد میں نماز عشاء کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسی ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 14 فروری 2019ء کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح اور مخلص احمدی خاتون تھیں۔ آپ حضرت چوہدری حاکم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چک 9 پنیار کی پڑپوتی تھیں۔ وینکوور میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ علالت کے آخری ایام بڑے صبر وتحمل سے گزارے۔ خلافت سے بہت عقیدت ومحبت تھی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم خضر حیات چوہدری صاحب بریمپٹن، تین بیٹے مکرم عبداللہ چوہدری صاحب، مکرم بشیر چوہدری صاحب، مکرم مبشر چوہدری صاحب بریمپٹن، تین بیٹیاں محترمہ ہاجرہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم لئیق احمد صاحب وینکوور، محترمہ عائشہ غازیہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم نعمان طارق صاحب بریمپٹن، محترمہ بشریٰ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم حماد ضیاء صاحب بریمپٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

18 جنوری 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سراصاحب مربی وان نے محترمہ شاہدہ شہیر صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم حاجی محمد دین چوہان صاحب

28 دسمبر 2018ء کو مکرم حاجی محمد دین چوہان صاحب ربوہ میں 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ مرحوم شریف النفس، ہمدرد، خیر خواہ اور غریب پرور اور بے ضرر آدمی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم اعجاز احمد فضل صاحب بریڈفورڈ کے والد تھے۔

☆ مکرم چوہدری افتخار احمد عارف صاحب

9 جنوری 2019ء کو مکرم چوہدری افتخار احمد عارف صاحب ربوہ میں 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔
مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان کے ماموں تھے۔

☆ مکرم مطیع اللہ لون صاحب

14 جنوری 2019ء کو مکرم مطیع اللہ لون صاحب آسنور مقبوضہ کشمیر انڈیا میں 79 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ آپ کے بھتیجے مکرم عطاء المجیب لون صاحب نائب ناظر نشر واشاعت قادیان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم، محترمہ عائشہ منیر ڈار صاحبہ کے چھوٹے بھائی، محترمہ شگفتہ تحسین صاحبہ ویسٹن ازلنگٹن کے ماموں اور مکرم عبدالقیوم ڈار صاحب پیس ویلیج کے خالہ زاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ شافیہ بیگم صاحبہ

15 جنوری 2019ء کو محترمہ شافیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب آزاد کشمیر میں 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک، مہمان نواز، صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں، مکرم محمد لطیف صاحب پیس ویلیج کی ممانی تھیں۔

(باقی صفحہ 28)